﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

# الفضل

ہفت روزہ انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد13 | جمعۃ المبارک 17/مارچ 2006ء | 17/صفر 1427 ہجری قمری | 17/امان 1385 ہجری شمسی | شمارہ 11

## جمعہ کی اہمیت

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب جمعہ کا دن ہوتا ہے مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے ہوتے ہیں ۔ وہ مسجد میں پہلے آنے والے کو پہلا لکھتے ہیں اور اسی طرح وہ آنے والوں کی فہرست ترتیب وار تیار کرتے رہتے ہیں ۔ یہاں تک کہ جب امام خطبہ دے کر بیٹھ جاتا ہے تو وہ اپنا رجسٹر بند کر دیتے ہیں''۔

(صحیح مسلم کتاب الجمعة)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

# یہ سلسلہ بیعت تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچّا ایمان اور سچّی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولیٰ کا راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدّارانہ زندگی کے چھوڑنے کے لئے مجھ سے بیعت کریں۔ پس جو لوگ اپنے نفسوں میں کسی قدر یہ طاقت پاتے ہیں انہیں لازم ہے کہ میری طرف آویں کہ مَیں ان کا غمخوار ہوں گا۔ اور ان کا بار ہلکا کرنے کے لئے کوشش کروں گا۔ اور خدا تعالیٰ میری دعا اور میری توجہ میں اُن کے لئے برکت دے گا۔ بشرطیکہ وہ ربّانی شرائط پر چلنے کے لئے بدل و جان تیار ہونگے۔ یہ ربّانی حکم ہے جو آج میں نے پہنچا دیا ہے۔''

(اشتہار ۔یکم دسمبر 1888ء)

''اگر کوئی عمداً اِن شرائط کی خلاف ورزی کرے جو اشتہار 12 جنوری 1889ء میں مندرج ہیں اور اپنی بے باکانہ حرکات سے باز نہ آوے تو وہ اس سلسلہ سے خارج شمار کیا جاوے گا۔ یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے۔ اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو۔ اور وہ ببرکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں۔ اور ایک کاہل اور بخیل و بے مصرف مسلمان نہ ہوں۔ اور نہ ان نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ و نااتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ اور اس کے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے۔ اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ غرض نہیں۔ اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے کچھ جوش نہیں۔ بلکہ وہ ایسے قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں، یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں۔ اور تمام تر کوشش اس بات کے لئے کریں کہ اُن کی عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبت الٰہی اور ہمدردیٔ بندگان خدا کا پاک چشمہ ہر یک دل سے نکل کر ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے۔

خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ محض اپنے فضل اور کرامت خاص سے اس عاجز کی دعاؤں اور اس ناچیز کی توجہ کو ان کی پاک استعدادوں کے ظہور و بروز کا وسیلہ ٹھہراوے۔ اور اس قدوس جلیل الذات نے مجھے جوش بخشا ہے تا میں ان طالبوں کی تربیت باطنی میں مصروف ہو جاؤں۔ اور ان کی آلودگیوں کے ازالہ کے لئے رات دن کوشش کرتا رہوں اور ان کے لئے وہ نور مانگوں جس سے انسان نفس اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے اور بالطبع خدا تعالیٰ کی راہوں سے محبت کرنے لگتا ہے۔ اور ان کے لئے وہ روح القدس طلب کروں جو ربوبیت تامہ اور عبودیت خالصہ کے جوڑ سے پیدا ہوتی ہے۔ اور رُوح خبیث کی تسخیر سے ان کی نجات چاہوں کہ جو نفس اماّرہ اور شیطان کے تعلق شدید سے جنم لیتی ہے۔ سو مَیں بتوفیقہٖ تعالیٰ کاہل اور سست نہیں رہوں گا۔ اور اپنے دوستوں کی اصلاح طلبی سے جنہوں نے اِس سلسلہ داخل ہونا بصدق قدم اختیار کر لیا ہے غافل نہیں ہوں گا۔ بلکہ ان کی زندگی کے لئے موت تک دریغ نہیں کرونگا۔ اور ان کے لئے خدا تعالیٰ سے وہ روحانی طاقت چاہوں گا جس کا اثر برقی مادہ کی طرح اُن کے تمام وجود میں دوڑ جائے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ان کے لئے کہ جو داخل سلسلہ ہو کر صبر سے منتظر رہیں گے ایسا ہی ہوگا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے۔ سو یہ گروہ اس کا ایک خالص گروہ ہوگا اور وہ انہیں آپ اپنی روح سے قوت دیگا اور انہیں گندی زیست سے صاف کرے گا اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔ وہ جیسا کہ اس نے اپنی پاک پیشین گوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے، اس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزارہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا۔ وہ خود اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کو نشوونما دے گا یہاں تک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی۔ اور وہ اُس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کے چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلائیں گے۔ اور اسلامی برکات کے لئے بطور نمونہ کے ٹھہریں گے۔ وہ اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر یک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا۔ اور ہمیشہ قیامت تک ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی۔ اس رب جلیل نے یہی چاہا ہے۔ وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہر یک طاقت اور قدرت اسی کو ہے۔ فَالْحَمْدُ لَہٗ اَوَّلًا وَ اٰخِرًا وَ ظَاہِرًا وَبَاطِنًا۔ اَسْلَمْنَا لَہٗ۔ ہُوَ مَوْلٰنَا فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ۔ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل۔صفحہ 196-198)

# آزادیٔ ضمیر واظہار۔ تصویر کا دوسرا رخ

ڈنمارک کے ایک اخبار میں دلآزار، توہین آمیز خاکوں کی اشاعت سے عالم اسلام میں شدید احتجاج کیا گیا۔ بعض جگہ تو احتجاج میں اتنی شدت آگئی ہے کہ قتل وغارت، آتشزنی اور لوٹ مار تک نوبت پہنچ گئی جو یقیناً خلاف اسلام، خلاف اخلاق اور خلاف تہذیب حرکات تھیں۔ لیکن جہاں تک احتجاج اور اس انتہائی دلآزار حرکت کو روکنے اور دوبارہ ایسی حرکت کا سدباب کرنے کا تعلق ہے تو یہ ہر مسلمان کا حق ہے اور اس کے حق سے اسے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ اگر مغرب میں مذہبی واخلاقی اقدار مشرق سے مختلف ہیں اور مذہبی شخصیات کا احترام نہ ہونے کے برابر ہے تو بھی کروڑوں فرزندان توحید کے جذبات سے کھیلنے کا یہ جواز نہیں بن سکتا۔

ڈنمارک کی حکومت نے اسے ضمیر واظہار کی آزادی قرار دیتے ہوئے اس میں مداخلت کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ ڈنمارک کی حکومت کے اس موقف کی یورپی یونین کی طرف سے بھی حمایت کی گئی ہے۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ انہی دنوں جبکہ آزادیٔ ضمیر اور آزادیٔ اظہار کے یہ چیمپئن عالم اسلام کے جذبات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ببانگ دہل اس موقف کا اعلان کر رہے ہیں کہ ہر شخص کو مکمل آزادی ہے کہ وہ جو چاہے موقف وعقیدہ اختیار کرے اور پھر اسے ظاہر کرنے یا اس کی تبلیغ کرنے پر کوئی پابندی نہیں لگائی جاسکتی۔ مگر انہی دنوں میں وی آنا (آسٹریا) میں ایک مقدمہ میں ایک ملزم کو جنگ عظیم ثانی کے زمانہ یعنی کوئی ساٹھ سال پہلے کی تاریخ بیان کرتے ہوئے یہودیوں پر ہٹلر کے زمانہ میں جو مظالم کئے گئے ان کے متعلق اپنا نقطۂ نظر بیان کرنے پر تین سال قید کی سزا دی گئی ہے جبکہ سرکاری وکیل کا مطالبہ تھا کہ اس سزا میں اضافہ کیا جائے۔ یاد رہے کہ جس بیان پر یہ سزا دی گئی ہے وہ بھی سولہ سترہ سال پہلے دیا گیا تھا۔ عجیب در عجیب بات یہ ہے کہ بیان دینے والا اپنے اس بیان سے بیزاری کا اظہار بھی کر چکا ہے۔

مشہور اخبار The Times لندن کے نمائندہ مقیم برلن Rojer Boyes نے وی آنا (آسٹریا) سے Davis Irving کے مقدمہ کی رپورٹ میں لکھا ہے کہ یہ کسی عدالت سے زیادہ آزادیٔ ضمیر واظہار کے متعلق کوئی سیمینار لگتا تھا جہاں الجزیرہ اور ڈنمارک کے اخبار Jyllands (جس میں شرانگیز خاکے شائع ہوئے) کے نمائندے موجود ہیں اور اسی طرح وہ لوگ بھی موجود ہیں جن کے دل ان خاکوں کی اشاعت سے دکھے ہوئے ہیں اور ہر ایک کی زبان پر یہ سوال آرہا ہے کہ اگر محمد (ﷺ) کی توہین جرم نہیں تو Hollocast کے متعلق کچھ لکھنا کیوں جرم ہے؟۔

(ہولوکاسٹ (Holocast) کے معنی سوختنی قربانی کے ہیں۔ اب یہ لفظ یہودیوں پر نازی جرمنی کے مظالم کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اور یہ کہنا یا لکھنا کہ ہٹلر نے یہودیوں پر ظلم نہیں کیا تھا جرم سمجھا جاتا ہے۔)

تاہم مقدمہ باقاعدہ چلایا گیا اور تفصیل سے Irving کی باتوں کا جائزہ لیا گیا اور یہ بھی دیکھا گیا کہ ملزم نے جو معذرت کی ہے وہ قابل توجہ ہے یا نہیں۔ اور یہ کہ جج اور جیوری اس کی باتوں پر یقین کر سکتے ہیں۔

Irving کمانڈو پولیس کی نگرانی میں مقدمہ شروع ہونے سے بیس منٹ پہلے کمرہ عدالت میں داخل ہوا اور اپنی کتاب ''ہٹلر کی جنگ'' نکال کر دیکھنے لگا۔ اس نے مقدمہ کو فضول اور بیکار قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ مقدمہ ان باتوں پر چل رہا ہے جو مَیں نے سولہ سترہ سال پہلے کہی تھیں۔ کمرہ عدالت میں قانون کے طالبعلم، ہٹلر کے بدنام زمانہ تعذیبی کیمپوں سے بچے ہوئے متاثرہ لوگ بہت خاموشی سے کارروائی سن رہے تھے۔ یوں لگتا تھا کہ Irving اپنے دلائل سے مسلح اور پوری طرح تیار ہے۔ مگر جلد ہی جج کے تیز وتند رویہ سے وہ کونے میں لگ گیا اور اسے پچھلے بیس سال میں کہی ہوئی اپنی ہر بات کی تردید اور اس پر معذرت کرنا پڑی۔

اسے اعتراف کرنا پڑا کہ 1989ء میں اس نے لکھا تھا کہ Auschartz میں کوئی گیس چیمبر نہ تھا (جنگ عظیم ثانی میں نازی پارٹی کے بنائے ہوئے وہ کمرے جہاں مخالفوں کو ایذائیں دے دے کر نذر آتش کر دیا جاتا تھا) مگر 1992ء میں منظر عام پر آنے والی بعض دستاویزات کو دیکھ کر اس نے اپنا یہ بیان تبدیل کر دیا تھا اور اب وہ بھی یہی کہتا ہے کہ وہاں یہودیوں کو قتل کیا گیا تھا۔

ملزم بار بار اپنی بیٹی کا ذکر کرتا رہا۔ اس کا خیال تھا کہ اس طرح جج نرم رویہ اختیار کرے گا اور اسے آسٹریا سے نکل جانے کا موقع مل سکے گا۔ مگر جج کا رویہ سرکاری وکیل سے بھی زیادہ سخت تھا۔ ملزم نے ہر ممکن کوشش کی کہ جج اور جیوری اس کا تبدیل شدہ موقف یا پہلی باتوں پر معذرت کو تسلیم کر لیں گے مگر اسے اس میں کوئی کامیابی نہ ہوئی اور جج اور جیوری نے متفقہ فیصلہ صادر کرتے ہوئے اسے تین سال قید کی سزا سنا دی۔

*(The Times London 20-02-06)*

(عبدالباسط شاہد)

---

❁ نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔

❁ قرآن تم کو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے اگر تم خود اس سے نہ بھاگو۔

(حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

---

# 23/مارچ

23/ مارچ یوم مسیح زمان ہے — سارے جہاں میں غلبۂ دیں کا نشان ہے
یہ دن وہ ہے کہ جس کی الگ اپنی شان ہے — ہر ایک اِس کی مدح میں رطب اللسان ہے

تاسیسِ سلسلہ ہوئی جس دن یہی ہے دِن
بیعت کی ابتدا ہوئی جس دن یہی ہے دن

ہے سنگِ میل راہِ وفا آج کا یہ دن — ہے بہر قوم بانگ درا آج کا یہ دن
احیاء دیں کا راہنما آج کا یہ دن — ہے معتبر برائے دعا آج کا یہ دن

اس دن مسیح پاکؑ نے از فضلِ ایزدی
اسلام کے فروغ کی بنیاد ڈال دی

قرآن میں تھی جس کی بشارت وہ سلسلہ — یعنی گروہِ آخرینِ سورۂ جمعہ
مہدیؑ کے ساتھیوں کا وہ اک پاک طائفہ — جس کو رسولِ حق نے خود اپنا گروہ کہا

حضرت مسیح پاکؑ نے کی جس کی ابتدا
اس دن خدا کے فضل سے قائم وہ ہوگیا

ناقابلِ بیان زمانے کا حال تھا — اسلام ساری دنیا میں رُو بزوال تھا
مُسلم ہر ایک ملک میں زیرِ و بال تھا — ہمدردِ قوم جو تھا مجسّم سوال تھا

رحمت خدا کی جوش میں آخر کب آئے گی؟
وعدہ تھا ہم سے جس کا مدد پھر کب آئے گی؟

اُس سچے وعدوں والے نے وعدہ وفا کیا — اپنے مسیح پاک کو مبعوث کر دیا
اسلام کی مدد کو وہ خود آیا برملا — گونجی فلک پہ نعرۂ تکبیر کی صدا

اللہ کا شکر مہدیٔ معہود آ گیا
نصرت کو دینِ حق کی وہ موعود آ گیا

اسلام کا دفاع براہین سے کیا — ہر اک طرح ازالۂ اوہام کر دیا
تریاق تھا قلوب کا ہر حرف مدعا — اسلام کے کمال کا ہر لفظ آئینہ

انفاس قدسیہ میں تھی اک شانِ احمدی
اُن کے قلم میں سحر تھا آواز حشر تھی

بگڑا ہوا تھا دیر و حرم کا ہر اک چلن — یہ دارِ ابتلا تھا کہ اک دورِ پُر فتن
ڈوبے ہوئے تھے بحرِ معاصی میں مرد و زن — اک سیلِ کفر و شرک تھا ہر سمت موجزن

ایسے میں آپ کی تھی جماعت حصارِ امن
کشتی تھی نوح کی یہ سراسر دیارِ امن

یوم مسیح پاکؑ کا پیغام ہے یہی — بے کار زندگی ہے جو ہے دین سے تہی
خدمت میں دین کی جو کٹے وہ ہے زندگی — کیا سچی بات حضرتِ اقدس نے تھی کہی

''اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا
ترکِ رضائے خویش پئے مرضیٔ خدا''

(آفتاب احمد بسمل)

# حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق
# حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ کے
# تین عظیم پہلو

(سید میر محمود احمد ناصر۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ ۔ربوہ)

ہم میں سے جن خوش نصیبوں کو قادیان کے مقامات مقدسہ دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے وہ جانتے ہیں کہ قادیان میں تین چھوٹی چھوٹی عمارتیں ہیں جو وحی الٰہی میں ’’بیوت‘‘ کے نام سے ذکر کی گئی ہیں۔ان تینوں کا ذکر عمارت کے لفظ سے کرنا شاید نہ جاننے والوں کے لئے ان کی ظاہری وسعت اور کشادگی کا غلط تصور سامنے لے آئے۔حقیقتاً یہ تینوں مقامات اگرچہ روحانی اور معنوی لحاظ سے بے پناہ عظمت اور وسعت رکھتے ہیں وہاں ظاہری شکل وصورت اور مادی حدود کے لحاظ سے اتنے ہی محدود ہیں۔ان میں سے پہلے دو کو الہام الٰہی میں ’’بیت الذکر‘‘اور’’بیت الفکر‘‘ کے ناموں سے موسوم کیا گیا ہے۔اور تیسرا بیت’’بیت الدعا‘‘ کے نام سے موسوم ہے۔

چنانچہ ان میں سے پہلے دو بیوت کا ذکر حضور علیہ السلام نے اپنے الہامات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

سَلَامٌ عَلَیْکَ یَا اِبْرَاھِیْم اِنَّکَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ۔ ذُوْ عَقْلٍ مَّتِیْنٍ۔ حِبُّ اللّٰہِ۔ خَلِیْلُ اللّٰہِ اَسَدُاللّٰہ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ۔ وَمَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی ۔ اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ۔اَلَمْ نَجْعَلْ لَکَ سُھُوْلَۃً فِیْ کُلِّ اَمْرٍ ۔بَیْتُ الْفِکْرِ وَبَیْتُ الذِّکْرِ۔ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا۔

تیرے پر سلام ہے اے ابراہیم۔تو آج ہمارے نزدیک صاحبِ مرتبہ اور امانت دار اور قوی العقل ہے اور دوستِ خدا ہے۔ خلیل اللہ ہے ، اسداللہ ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیج یعنی یہ اسی نبی کریمؐ کی متابعت کا نتیجہ ہے۔

اور بقیہ ترجمہ یہ ہے کہ خدا نے تجھ کو ترک نہیں کیا اور نہ وہ تجھ سے ناراض ہے۔کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھولا۔کیا ہم نے ہر ایک بات میں تیرے لئے آسانی نہیں کی کہ تجھ پر بیت الفکر اور بیت الذکر عطا عطا کیا۔ اور جو شخص بیت الذکر میں باخلاص وقصد تعبّد وصحت نیت وحسن ایمان داخل ہوگا وہ سوئے خاتمہ سے امن میں آجائے گا۔

بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کے لئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور آخری فقرہ مذکورہ بالا اس مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے جس کے حروف سے بنائے مسجد کی تاریخ بھی نکلتی ہے اور وہ یہ ہے۔مُبَارِکٌ وَمُبَارَکٌ وَکُلُّ اَمْرٍ مُبَارَکٌ یُجْعَلُ فِیْہِ۔یعنی یہ مسجد برکت دہندہ اور برکت یافتہ ہے اور ہر ایک امر مبارک اس میں کیا جائے گا۔(براہین احمدیہ صفحہ558-559)

تیسرا بیت جو بیت الدعا کے نام سے موسوم ہے حضور علیہ السلام کی زندگی کے آخری سالوں میں تعمیر ہوا اور ظاہری شکل میں ایک نہایت مختصر سی مستطیل شکل کے حجرہ پر مشتمل ہے جس میں شاید ایک چھوٹی چارپائی بھی سما نہیں سکتی۔اس کا دروازہ حضور علیہ السلام کی ذاتی رہائش کے کمرہ میں کھلتا ہے۔

خاکسار خیال کرتا ہے کہ یہ تینوں بیوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ طیبہ اور آپؑ کے عظیم مشن کے تین عظیم پہلوؤں کی علامت اور Symbol قرار دئے جاسکتے ہیں۔

## بیت الفکر

’’بیت الفکر‘‘ اگرچہ دیکھنے میں ایک چھوٹی سی کوٹھڑی ہے مگر حقیقت میں اسلام کی عالمگیر نشأۃ ثانیہ کے لئے زبردست قلمی جہاد کے ہیڈکوارٹر کی حیثیت رکھتا ہے۔یہی وہ حصار ہے جہاں حقّیت کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ پر ایسے براہین احمدیہ رقم ہوئے جن کے ذریعہ دین اسلام کی سچائی کے دلائل اور قرآن مجید کی حقّیت کے براہین اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی صدق ورسالت کے وجوہات سب لوگوں پر بوضاحت تمام ظاہر کئے گئے اور نیز ان سب کو جو اس دین متین اور مقدس کتاب اور برگزیدہ نبیؐ سے منکر ہیں ایسے کامل اور معقول طریق سے ملزم ولاجواب کیا گیا جو آئندہ ان کو بہ مقابلہ اسلام کے دم مارنے کی جگہ باقی نہ رہی۔یہی وہ قلعہ ہے جہاں سے اللہ جل شانہ کی ذات بابرکات اور اسماء حسنیٰ کا لطیف نقشہ کھینچا گیا اور اس کی زندہ تجلیات اور لطف وکرم اور لطیف الہام وکشوف اور زبردست پیشگوئیوں پر مشتمل کلام کا تذکرہ معرض تحریر میں آیا۔ جہاں عشق محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے خوبصورت ترانے لکھے گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے درخشاں پہلو اجاگر کئے گئے اور آپؐ کو زندہ نبی ثابت کیا گیا۔جہاں قرآن مجید کے حسن وجمال کے گیت گائے گئے اور تفسیر قرآن مجید کے ایک نئے عظیم انداز کا آغاز ہوا۔جہاں انبیاء کرام کی عصمت کے تحفظ میں آہنی دیوار تعمیر کی گئی اور ملائکۃ اللہ کی حقیقت وضرورت کو حق وحکمت کے ساتھ لکھا گیا۔ جہاں ہمدردی مخلوق اور حقوق انسانی کی محافظت کے لئے پرسوز وعظ زیب کتاب ہوئے ۔جہاں اسلامی کمالات کا آئینہ شفاف ہوا اور دنیا کو تباہی سے بچانے کے لئے کشتیٔ نوح کی تعمیر ہوئی۔ جہاں سے عیسائیت کی خطرناک اور عالمگیر یلغار کا رخ پلٹ دیا گیا اور آریہ سماج کے فتنہ اور برہموسماج کے وساوس کا قلع قمع کیا گیا ۔جہاں گہری تحقیقات کے ذریعہ آں مسیحا کہ برافلاک مقامش گوئند کو خاک خانیار سے نمایاں کردیا گیا۔جہاں منن الرحمٰن کے ذریعہ علم الالسنہ میں انقلاب انگیز انکشاف ہوئے ۔جہاں شمالی ہند کے بزرگ رہنما بابانانک علیہ الرحمۃ کے بارہ میں سچا بچن دیا گیا۔جہاں سے ہر مذہب وملت کے رہنماؤں کے سامنے اسلامی اصول کی فلاسفی کا بالاتر ہونا ثابت کردیا گیا۔ جہاں سے دجال اور یاجوج ماجوج کی حقیقت کو روایات کی غلط تشریح کے گرداب سے نکال کر حق وحکمت کا لباس پہنایا گیا ۔ جہاں جہاد کے جارحانہ اور خون آشام تصور کو مٹا کر انسانی روح کی ابدی ترقیات کے لئے حکیمانہ جدوجہد کے صحیح تصور کو پیش کیا گیا۔ جہاں ہزار سالہ شیعہ سنّی تنازعہ کو حل کرتے ہوئے خلافت کے سرّ آشکار کئے گئے ۔جہاں قرآن مجید کے ہر ہر لفظ اور ہر ہر حرف کو ناسخ ومنسوخ کے حملہ سے بچاتے ہوئے دائمی طور پر واجب العمل قرار دیا گیا۔جہاں سے آریہ دیس کے لئے معرفت کا چشمہ پھوٹا اور ان کی چشم بصیرت وا کرنے کے لئے سرمہ تیار ہوا۔جہاں تثلیث ،کفارہ ، الوہیت مسیح ، مسیح کی صلیبی موت ،تناسخ ارواح ، دہریت وغیرہ عقائد کو جڑ سے اکھیڑ کر رکھ دیا گیا۔جہاں سرسید جیسے عالم ظاہر کو برکات دعا کا سبق سکھایا گیا۔ جہاں الوصیت کے ذریعہ ﴿وَاِذَاالْجَنَّۃُاُزْلِفَتْ﴾ کا نظارہ دکھایا گیا۔جہاں ضرورتِ مذہب ،ضرورت الہام اور وحی کی حقیقت پر تفصیلی رسائل تیار ہوئے۔ اور جہاں مہر نبوت کی عظمتوں اور رفعتوں کا بے مثال بیان آپؑ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے کی صورت میں چمکا۔یہ تھا وہ بیت الفکر، فتح اسلام کے جہاد کا ہیڈکوارٹر، احیاء اسلام کی عالمگیر جدوجہد کا منبع ،امام کامگار کی کمانڈ پوسٹ جو اپنی ظاہری شکل میں ایک چھوٹی سی کوٹھڑی پر مشتمل تھی جس میں نہ بجلی تھی نہ پنکھا۔ نہ کچھ سامان آرائش، نہ فرنیچر، نہ کرسی ، نہ میز۔جس کا کل اثاثہ سرکنڈے کے چند قلم اور سیاہ روشنائی کی دو دواتیں اور کاغذات کے کچھ بستوں اور چند موم بتیوں سے زیادہ نہ تھا۔

## بیت الذکر

جہاں بیت الفکر سلطان القلم کے عالمگیر قلمی جہاد کا نجی مرکز تھا وہاں بیت الذکر امام الزمان کی پبلک زندگی کا صدر مقام تھا۔ بیت الذکر کی صف اوّل میں دائیں ہاتھ آپ نماز باجماعت ادا فرماتے اور اس کی شہ نشین آپ کی پبلک مجاہدانہ سرگرمیوں کا نقطۂ مرکزی تھی۔ذکر کے دو معنے ہیں اور دونوں معنوں میں یہ لفظ قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے۔ایک ذکر الٰہی اور دوسرے اس کے بندوں کو تذکیر۔ ان دونوں معنوں کے لحاظ سے یہ بیت آپ کے لئے بیت الذکر تھا۔اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ کے مطابق آپ بالعموم اسی بیت میں نماز باجماعت ادا فرماتے اور ذَکِّرْ کے ارشاد ربّانی کے مطابق آپؑ اس بیت میں مجلس علم وعرفان کے صدر نشین ہوتے۔ یہاں آپؑ کی قوت قدسیہ نے تزکیۂ نفس کے وہ چشمے بہائے جن کا بہت تھوڑا حصہ ملفوظات کی دس جلدوں کی شکل میں موجود ہے۔جن کا ایک ایک فقرہ حیات بخش اور روح پرور ہے۔اس بیت میں کم وبیش ایک لاکھ خوش قسمتوں نے آپ کے دیدار اور آپ کی بیعت کی سعادت حاصل کی۔اس بیت میں نورالدینؓ جیسے نور یقین سے بھرے ہوئے،عبدالکریمؓ جیسے باکمال ، محمد احسنؓ جیسے عالم، مفتی محمد صادقؓ جیسے السنہ سامیہ کے ماہر، صاحبزادہ عبداللطیفؓ جیسے فدائی ، میاں عبداللہؓ سنوری جیسے عاشق اور فدائی، یعقوب علی جیسے مورّخ صحافی ، سراج الحق نعمانیؓ جیسے پیر سجادہ نشین ، پیر افتخار احمدؓ جیسے گوشہ نشین آپؑ سے کسب فیض حاصل کرتے۔اس بیت میں خدام احمدیت کی اُس صف دوم کی تربیت ہوئی ہے جنہوں نے خلافت اولیٰ کے بعد جماعت کو تھاما۔جن میں بشیر الدین محمودؓ جیسے قائد،مرزا شریف احمدؓ جیسا مصنف، سرور شاہؓ جیسا عالم، میر محمد اسماعیلؓ جیسا بھائی اور اسحاق جیسا خادم شامل تھے۔یہی وہ بیت تھا جس میں آپؑ شمع کی مانند فدائی پروانوں میں گھرے رہتے ۔اسی بیت میں غیر از جماعت اور غیر مسلم مہمانوں سے ملاقات اور گفتگو ہوتی۔اسی بیت میں دنیا بھر میں تبلیغ واشاعت حق کے پروگرام مرتب ہوتے۔یہیں پر ﴿شَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ﴾ اور ﴿وَاَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ﴾ پر عمل ہوتا۔کتابوں کی اشاعت کا موضوع ہو یا کسی مقام پر مجلس تبادلہ خیالات کے لئے تیاری، چھاپہ خانہ کے قیام کا پروگرام ہو یا سکول کا قیام ۔لنگر خانہ کا انتظام ہو یا دشمنوں کی طرف سے کئے جانے والے مقدمات کی تیاری۔قادیان کے مقامی مخالفین کی شرارتوں کا سدّ باب ہو یا وائسرائے اور قیصرہ ہند کو پیغام تبلیغ کی مہم ۔ بیرون قادیان سفر پر جانا ہو یا منارۃ المسیح جیسی عمارتوں کی تعمیر کا منصوبہ، بالعموم اجتماعی کاموں کے لئے مشورہ اور منصوبہ بندی اسی بیت میں ہوتی۔غرض تیزی سے بڑھتی ہوئی مہمات دینیہ اور اولوالعزم سرگرمیوں کا مشاورتی اور انتظامی صدر دفتر بھی یہی بیت الذکر تھا۔

## بیت الدعا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجسّم دعا تھے۔آپؑ کی ہر سانس ،آپؑ کی زندگی کا ہر لمحہ،آپؑ کے وجود کا ہر ذرّہ،آپؑ کی روح کا ہر جذبہ اپنے محبوب ربّ کے حضور دعا سے تعبیر تھا۔آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ جو کچھ ہوگا دعا سے ہوگا۔آپؑ کی ہر مہم دعا کے ساتھ شروع ہوتی،دعا کے ساتھ جاری رہتی اور دعا کے ساتھ ہی ختم ہوتی۔ اسلامی اصول کی فلاسفی کے مضمون کے بارہ میں فرمایا کہ ہم نے اس مضمون کی ہر ہر سطر پر دعا کی ہے۔اپنے محبوب ومطاع صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کس دلنشین اور پُرشوکت الفاظ میں فرماتے ہیں:

’’یہ بات ارباب کشف اور کمال کے نزدیک بڑے بڑے تجارب سے ثابت ہوچکی ہے کہ کامل کی دعا میں ایک قوت تکوین پیدا ہوجاتی ہے۔یعنی باذنہٖ تعالیٰ وہ دعا عالم سفلی اور علوی میں تصرف کرتی ہے اور عناصر اور اجرام فلکی اور انسانوں کے دلوں کو اس طرف لے آتی ہے جو طرف مؤید مطلوب ہے۔خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں میں اس کی نظیریں کچھ کم نہیں ہیں بلکہ اعجاز کی بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجابت دعا ہی ہے اور جس قدر ہزاروں معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے ہیں یا جو کچھ کہ اولیاء ان دنوں تک عجائب کرامات دکھلاتے رہے اس کا اصل اور منبع یہی دعا ہے اور اکثر دعاؤں کے اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرت قادر کا تماشا دکھلا رہے ہیں۔ وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہوگئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوگئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان

نے سنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچادیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمّی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِکْ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ بِعَدَدِ ھَمِّہٖ وَ غَمِّہٖ وَ حُزْنِہٖ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَ اَنْزِلْ عَلَیْہِ اَنْوَارَ رَحْمَتِکَ اِلَی الْاَبَدِ۔ اور مَیں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے بلکہ اسباب طبعیہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دُعا ہے‘‘۔

(برکات الدعا، روحانی خزائن جلد 6. صفحہ نمبر 10-11)

حضور علیہ السلام کی پرسوز دعائیں اور دردمندانہ التجائیں کسی دنیوی منفعت، کسی ذاتی مفاد، کسی دولت کے حصول، کسی اقتدار کی طلب کے لئے نہ تھیں۔ اپنے ربّ کے حضور آپؑ کی تڑپ و بے قراری سے لبریز دعاؤں کا مرکزی نقطہ ذات باری تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کی عظمت و محبت کا قیام تھا۔ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے عرض کرتے ہیں:

ہر کسے اندر نمازِ خود دعائے مے کند
من دعا ہائے برو بارِ تو اے باغ بہار

دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح کے لئے جس کرب کے ساتھ آپؑ نے دعائیں کیں اس کا ایک نمونہ عرض کرتا ہوں۔ موجودہ زمانہ کے اندرونی اور بیرونی فتنہ پردازیوں کے فتنوں کا ذکر کرنے کے بعد یوں دعا کرتے ہیں:

’’اَللّٰھُمَّ فَاحْفَظْنَا مِنْ فِتْنَتِھِمْ۔ اے اللہ ان کے فتنے سے ہمیں محفوظ رکھ۔ وَبَرِّئْنَا مِنْ تُھْمَتِھِمْ اور ان کے جھوٹے الزام سے ہمیں بری فرما۔ وَاخْصُصْنَا بِحِفْظِکَ وَاصْطِفَائِکَ وَخَیْرِکَ اور اپنی حفاظت اور اپنی پسندیدگی اور اپنی خیر کے لئے ہمیں خاص کرلے۔ وَلَاتَکِلْنَا اِلٰی کَلَاءَۃِ غَیْرِکَ اور اپنے سوا کسی اور کی حفاظت میں نہ دینا۔ وَ اَوْزِعْنَا اَنْ نَّعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاہُ اور ہمیں توفیق دے کہ ہم ایسا نیک کام کریں جس سے تو راضی ہوجائے۔ نَسْئَلُکَ رَحْمَتَکَ وَفَضْلَکَ وَرِضَاءَکَ۔ ہم تجھ سے تیری رحمت کے طالب ہیں، تیرے فضل کے طالب ہیں، تیری رضا کے طالب ہیں۔ اَنْتَ خَیْرُالرَّاحِمِیْنَ اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔

رَبِّ کُنْ بِفَضْلِکَ قُوَّتِیْ۔ اے میرے ربّ تو اپنے فضل سے میرا سہارا بن جا۔ وَنُوْرَ بَصَرِیْ میری آنکھوں کا نور ہوجا۔ وَمَافِیْ قَلْبِیْ اور تو ہی تو میرے دل میں ہوجا۔ وَقِبْلَۃَ حَیَاتِیْ وَمَمَاتِیْ اور میری زندگی اور میری موت کا قبلہ بن جا۔ وَاشْغَفْنِیْ حُبَّکَ مجھے اپنی محبت سے بھردے۔ وَاٰتِنِیْ حُبًّا اور مجھے ایسی محبت عطا فرما لَا یَزِیْدُ عَلَیْہِ اَحَدٌ مِّنْ بَّعْدِیْ کہ میرے بعد کوئی اس میں مجھ سے بڑھ نہ سکے۔ رَبِّ اے میرے رب فَتَقَبَّلْ دَعْوَتِیْ میری دعا قبول کرلے اور اَعْطِنِیْ مُنْیَتِیْ اور مجھے میری آرزو عطا فرما وَصَافِنِیْ اور مجھ سے خالص دوستی کر وَعَافِنِیْ اور مجھے عافیت دے وَاجْذِبْنِیْ اور مجھے (اپنی طرف) کھینچ لے وَقُدْنِیْ اور مجھے لے کر چل وَاَیِّدْنِیْ اور میری تائید فرما وَوَفِّقْنِیْ اور مجھے توفیق دے وَزَکِّنِیْ اور میرا تزکیہ فرما وَنَوِّرْنِیْ اور مجھے نور سے بھردے وَاجْعَلْنِیْ جَمِیْعًا لَّکَ وَکُنْ لِیْ جَمِیْعًا اور مجھے سارے کا سارا اپنا بنالے اور تو سارے کا سارا میرا ہوجا۔ رَبِّ اے میرے رب تَعَالَ اِلَیَّ مِنْ کُلِّ بَابٍ میرے پاس ہر دروازہ سے آجا وَخَلِّصْنِیْ مِنْ کُلِّ حِجَابٍ اور ہر پردہ سے مجھے رہائی بخش وَاَسْقِنِیْ مِنْ کُلِّ شَرَابٍ اور ہر روحانی شربت مجھے پلا وَاَعِنِّیْ فِی ھَیْجَآءِ النَّفْسِ وَجَذَبَاتِھَا اور نفس کے جوش وجذبات کے وقت میری مدد فرما۔...... وَاعْصِمْنِیْ مِنْ سَیِّاٰتِھَا اور نفس کی کمزوری سے مجھے محفوظ رکھ۔ وَاجْعَلْ اِلَیْکَ رَفْعِیْ وَ صُعُوْدِیْ اور مجھے اپنی جناب اٹھالے اور بلند فرما وَادْخُل فِیْ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِّنْ ذَرَّاتِ وَجُوْدِیْ اور میرے وجود کے ہر ہر ذرہ میں داخل ہوجا وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ لَھُمْ مَسْبَحٌ فِی بِحَارِکَ اور مجھے ان لوگوں میں بنا لے جو تیرے سمندروں میں تیرتے ہیں وَمَسْرَحٌ فِیْ رِیَاضِ اَنْوَارِکَ اور تیرے نوروں کے باغات میں چلتے پھرتے ہیں وَرِضَاءٌ تَحْتَ مَجَارِی اَقْدَارِکَ اور تیری قضاء وقدر کے نیچے خوش رہتے ہیں۔ وَبَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اَغْیَارِکَ اور میرے درمیان اور ان کے درمیان دوری ڈال دے جو تجھ سے دُور ہیں۔ رَبِّ بِفَضْلِکَ وَبِنُوْرِ رَحْمَتِکَ اے میرے رب تیرے فضل تیرے چہرہ کے نور کا واسطہ اَرِنِیْ جَمَالَکَ اپنی خوبصورتی مجھے دکھادے وَاسْقِنِیْ زُلَالَکَ اور اپنا آب شیریں مجھے پلا وَاَخْرِجْنِیْ مِنْ کُلِّ اَنْوَاعِ الْحِجَابِ وَالْغُبَار اور ہر قسم کا پردہ اور غبار سے مجھے نکال.......... وَارْزُقْنِیْ مَحَاضَ الطَّاعَۃ لِوَجْھِکَ اور مجھے اپنے چہرہ کی خاطر خاص اطاعت کا رزق عطا فرما۔ وَسُجُوْد الدَّوَام فِی حَضْرَتِکَ اور اپنی جناب میں دائمی سجدہ عطا کردے۔ اَعْطِنِیْ ھِمَّۃً اور مجھے وہ ہمت دے تَحِل فِیْھَا عَیْنُ عِنَائتِکَ جس میں خاص تیری عنائت ہی اتر آئے وَاعْطِنِیْ شَیْئًا اور مجھے وہ کچھ دے لَا تُعْطِیْہِ اِلَّا لِوَحِیْد مِنْ الْمَقْبُوْلِیْنَ جو تو صرف اپنے مقبولوں میں سے یگانہ کو دیتا ہے۔ وَاَنْزِلْ عَلَیَّ رَحْمَۃً اور مجھ پر وہ رحمت اتار لَا تَنْزِلْھَا اِلَّا عَلٰی فَرِیْدٍ مِنَ الْمَحْبُوْبِیْنَ جو تو اپنے پیاروں میں سے بے مثال پر ہی نازل کرتا ہے۔ رَبِّ اَحْیِ الْاِسْلَام اے میرے رب اسلام کو زندگی بخش بِجُھْدِیْ وَ ھِمَّتِیْ وَدُعَائِی وَکَلَامِیْ میری کوشش کے ذریعہ میری ہمت کے ذریعہ میری دعا کے ذریعہ میرے کلام کے ذریعہ۔ وَاَعِدْ بِیْ سحنتہ وَحِبْرَہٗ وَسِبْرَہٗ اور میرے ذریعہ اس کی رونق اور تازگی اور خوبصورتی بحال فرما۔ وَمَزِّقْ کُلَّ مُعَانِدٍ وَکِبْرَہٗ اور ہر معاند اور اس کے تکبر کو ٹکڑے ٹکڑے کردے۔ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی اے میرے رب مجھے دکھا کہ تو (ان) مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا۔ اَرِنِیْ وُجُوْھًا ذَوِی الشَّمَائِلِ الْاِیْمَانِیَۃ۔ مجھے وہ چہرے دکھا دے جو ایمان کی صفات رکھتے ہوں وَنُفُوْسًا ذَوِی الْحِکْمَۃ الیُمَانِیَۃ۔ مجھے وہ روحیں دکھادے جو بابرکت دانش کی مالک ہوں۔ وَعُیُوْنًا بَاکِیَۃً مِنْ خَوْفِکَ مجھے وہ آنکھیں دکھادے جو تیرے ڈر سے آنسو بہاتی ہوں۔ وَقُلُوْبًا مُقْشَعَرَّۃ عِنْدَ ذِکْرِکَ اور مجھے وہ دل دکھادے جو تیرے ذکر پر لرز جاتے ہوں‘‘۔

(آئینہ کمالات اسلام۔روحانی خزائن جلد 5صفحہ 5-6)

اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کی یہ تینوں مہمات جن کا Symbol بیت الفکر، بیت الذکر اور بیت الدعا کو قرار دیا جاسکتا ہے حضورؑ کی زندگی کے آخری دن تک پورے جوش سے جاری رہیں تاہم 1903ء میں جب قلمی جہاد کا ایک معتدبہ حصہ تکمیل کو پہنچ چکا تھا اور جماعت اور اس کی اجتماعی سرگرمیاں مضبوطی سے جڑ پکڑ چکی تھیں حضورؑ نے محسوس کیا کہ زندگی کے اس آخری دور میں اس عظیم الشان مشن کی فتح کے لئے دعا کی طرف خصوصی توجہ دی جائے ۔ چنانچہ اس غرض کے لئے آپؑ نے ایک چھوٹے سے حجرہ کی تعمیر کروائی جس کا دروازہ آپؑ کے رہائشی دالان میں کھلتا تھا۔ خصوصی دعاؤں کے لئے اس حجرہ کی تعمیر کے بارہ میں حضورؑ نے حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کو فرمایا:

’’ہم نے سوچا کہ عمر کا اعتبار نہیں۔ ستّر سال کے قریب عمر ہوچکی ہے۔ موت کا وقت مقرر نہیں۔ خدا جانے کب وقت آجائے اور کام ہمارا بہت باقی ہے۔ ادھر قلم کی طاقت کمزور ثابت ہوئی ہے۔ رہی سیف اس کے واسطے خداتعالیٰ کا اذن اور منشاء نہیں۔ لہذا ہم نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور اس سے قوت پانے کے لئے ایک الگ حجرہ بنایا اور خدا سے دعا کی کہ اس مسجد البیت اور بیت الدعا کو امن وسلامتی اور اعداء پر بذریعہ دلائل نیرہ اور براہین ساطعہ کے فتح کا گھر بنادے۔ (ذکر حبیب)

## آ گیا ہے مسیح الزماں آ گیا

جس کی آمد کی دی انبیاء نے خبر
جو تھا اسلام کا مہدیٔ منتظر
جو تھا موعود فرزندِ خیر البشر
دور جس کا تھا اک دور فتح و ظفر
وہ خدا کا جری پہلواں آ گیا
آ گیا ہے مسیح الزماں آ گیا

جس کو ربّ الوریٰ نے بنایا امام
جس پہ بھیجا رسولِ خدا نے سلام
جس کے ہاتھوں مقدّر تھا غلبۂ دیں
جو تھا منصور جرنیل خیر الانام
دین حق کی سپر پاسباں آ گیا
آ گیا ہے مسیح الزماں آ گیا

اُس کے شاہد زمیں آسماں بن گئے
چاند سورج ستارے ، نشاں بن گئے
جس کو بھیجا خدا نے بنا کر مسیحؑ
اُس کے خادم یہ کون و مکاں آگیا
کہہ رہی ہے زمیں ، آسماں آ گیا
آ گیا ہے مسیح الزماں آ گیا

اس کو حاصل تھی تائید رب الوریٰ
اس کا حامی و ناصر تھا زندہ خدا
جو بھی اس کو مٹانے کے درپے ہوا
اس کا دنیا سے نام و نشاں مٹ گیا
غیرت حق کا زندہ نشاں آ گیا
آ گیا ہے مسیح الزماں آ گیا

مُردہ قوموں کو پھر زندگی مل گئی
کور چشموں کو بھی روشنی مل گئی
راہ حق سے تھے جو لوگ بھٹکے ہوئے
ذاتِ حق سے انہیں آگہی مل گئی
مہدیٔ دورِ آخر زماں آ گیا
آ گیا ہے مسیح الزماں آ گیا

آؤ اک دلنشیں گلستاں دیکھ لو!
ایک دلکش زمیں آسماں دیکھ لو!
شش جہت میں زمیں کے کناروں تلک
آج اسلام کو ضَوفشاں دیکھ لو!
رہبرِ دین امن و اماں آ گیا
آ گیا ہے مسیح الزماں آ گیا

آ رہاہے مسرت کا دلکش سماں
پیار کا ہو گا ہر سمت ساگر رواں
ہرطرف ہو گی توحید پھیلی ہوئی
جس سے مسحور ہوں گے زمیں آسماں
پیار و الفت کا بحر رواں آ گیا
آ گیا ہے مسیح الزماں آ گیا

غافلو! اب بھی مہدیؑ کو پہچان لو!
وقت ہے اب بھی مامور کو مان لو!
اس کو پہنچاؤ پیارے نبیؐ کا سلام
ورنہ انجام تکفیر کا جان لو!
جس نے آنا تھا وہ مہرباں آ گیا
آ گیا ہے مسیح الزماں آ گیا

(پروفیسر سراج الحق قریشی۔ربوہ)

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

# خطبہ جمعہ

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پر مبنی حرکات پر اصرار اور انہیں تسلسل اور ڈھٹائی سے کرتے چلے جانا اللہ تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانے کا موجب ہے۔

یہ زلزلے، یہ طوفان اور یہ آفتیں جو دنیا میں آرہی ہیں یہ صرف ایشیا کے لئے مخصوص نہیں ہیں۔ خدا کے مسیح نے یورپ کو بھی وارننگ دی ہوئی ہے اور امریکہ کو بھی وارننگ دی ہوئی ہے۔ اس لئے کچھ خوف خدا کرو اور خدا کی غیرت کو نہ للکارو۔

**وہ خدا جو اپنی اور اپنے پیاروں کی غیرت رکھنے والا ہے وہ اپنی قہری تجلیات کے ساتھ آنے کی بھی طاقت رکھتا ہے۔**

**مسلمان ممالک اور مسلمان کہلانے والے بھی اپنے رویے درست کریں۔ آنحضرت ﷺ کے مقام اور آپؐ کے حسن کو دنیا کے سامنے رکھیں۔**

آج مسلمانوں کی بلکہ تمام دنیا کی صحیح سمت کا تعین کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کے عاشق صادق کو بھیجا ہے۔ اس کو پہچانیں، اس کے پیچھے چلیں۔

**اسلام کی شان و شوکت اور آنحضرت ﷺ کے تقدس کو مسیح و مہدی کی جماعت نے ہی قائم کرنا اور کروانا ہے۔ انشاء اللہ۔**

احمدی اپنے اپنے حلقہ میں کھل کر ہر مذہب والے کو سمجھائیں کہ ہر مذہب کی تعلیم کے مطابق جس نے آنا تھا وہ آچکا ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ 24 ر فروری 2006ء بمطابق 24 ر تبلیغ 1385 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ۔ يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾

(الاحزاب:57)

گزشتہ جو مضمون چل رہے ہیں یعنی گزشتہ کئی ہفتے سے جو واقعات ہو رہے ہیں، آزادی صحافت اور آزادی ضمیر کے نام پر مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنے اور ظالمانہ رویہ اختیار کرنے پر مغرب کے بعض اخباروں اور ملکوں نے جو سلسلہ شروع کیا ہوا ہے، آج بھی مختصراً اس کے بارے میں کچھ کہوں گا۔ اور اس کے ردّعمل میں بعض اخباروں اور ملکوں کے خلاف مسلمان ممالک میں جو ہوا چل رہی ہے اس بارے میں مَیں کہنا چاہتا ہوں۔ یہ انفرادی طور پر بھی ہیں، اجتماعی طور پر بھی ہیں، حکومتی سطح پر بھی احتجاج ہو رہے ہیں بلکہ اسلامی ممالک کی آرگنائزیشن (او آئی سی) نے بھی کہا ہے کہ مغربی ممالک پر دباؤ ڈالا جائے گا کہ معذرت بھی کریں اور ایسا قانون بھی پاس کریں کہ آزادئ صحافت اور آزادئ ضمیر کے نام پر انبیاء تک نہ پہنچیں، کیونکہ اگر اس سے باز نہ آئے تو پھر دنیا کے امن کی کوئی ضمانت نہیں۔ ان ملکوں کا یا آرگنائزیشن کا یہ بڑا اچھا ردّعمل ہے۔ اللہ تعالیٰ اسلامی ممالک میں اتنی مضبوطی پیدا کر دے اور ان کو توفیق دے کہ یہ حقیقت میں دلی درد کے ساتھ دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے ایسے فیصلے کروانے کے قابل ہو سکیں۔

گزشتہ دنوں ایران کے ایک اخبار نے اعلان کیا تھا کہ وہ اس حرکت کا بدلہ لینے کے لئے اپنے اخبار میں مقابلے کروائے گا جس میں دوسری جنگ عظیم میں یہودیوں کے ساتھ جو سلوک ہوا تھا اس سلوک کے حوالے سے، ان کے کارٹون بنانے کا مقابلہ ہوگا۔ گویہ اسلامی ردّعمل نہیں ہے، یہ طریق اسلامی نہیں ہے لیکن مغربی ممالک جو آزادی کا نعرہ لگاتے ہیں اور ہر قسم کی بیہودگی کو اخبار میں چھاپنے کو آزادی صحافت کا نام دیتے ہیں ان کو اس پر برا نہیں منانا چاہئے، جو منایا گیا۔ یا تو برا نہ مناتے یا پھر یہ جواب دیتے کہ جس غلطی سے دنیا میں فساد پیدا ہو گیا ہے ہمیں چاہئے کہ اب کسی مذہب یا اس کے بانی اور نبی یا کسی قوم کے بارے میں ایسی سوچ کو ختم کر کے پیار اور محبت کی فضا پیدا کریں۔ لیکن اس طرح کے جواب کی بجائے ڈنمارک کے اس اخبار کے ایڈیٹر نے جس میں یہ کارٹون شائع ہونے پر دنیا میں سارا فساد شروع ہوا ہے، اس نے ایران کے اس اعلان پر یہ کہا ہے کہ وہاں جو اخبار میں کارٹون بنانے کا مقابلہ کروانے کا اعلان کیا گیا ہے یعنی جنگ عظیم دوم میں یہودیوں سے متعلقہ جو بھی کارٹون بننے تھے وہ ایک قوم پر ظلم ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں کارٹون بننے تھے۔ کسی نبی کی ہتک یا توہین کے بارے میں نہیں بننے تھے۔ تو بہرحال ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں کہ ہم اس میں قطعاً حصہ نہیں لیں گے۔ اور اپنے قارئین کی تسلی کرواتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمارے قاری تسلی رکھیں کہ ہمارے اخلاقی معیار ابھی تک قائم ہیں۔ ہم ایسے نہیں کہ حضرت عیسیٰ ؑ کے یا ہالوکاسٹ کے کارٹون شائع کریں۔ اس لئے یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کسی بھی حالت میں ایرانی اخبار اور میڈیا کے اس بدذوق قسم کے مقابلے میں حصہ لیں۔ تو یہ ہیں ان کے معیار، جو اپنے لئے اور ہیں اور مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کے لئے اور ہیں۔ بہرحال یہ اُن کے کام ہیں، کئے جائیں۔

اب دیکھیں کہ معیاروں کا یہ حال۔ پچھلے دنوں یہاں کے ایک مصنف نے 17 سال پہلے ایک واقعہ لکھا تھا بات لکھی تھی، آسٹریا میں گیا اور وہاں جا کر اس پر مقدمہ ہو گیا تین سال کی قید ہو گئی۔ تو بہرحال یہ تو ان کے طریقے ہیں۔ اپنے لئے برداشت نہیں کرتے لیکن ہمیں بھی دیکھنا چاہئے کہ ہماری اپنی حالت کیا ہے؟ یہ جرأتیں جو انہیں یعنی مغربی دنیا میں پیدا ہو رہی ہیں ہماری اپنی حالت کی وجہ سے تو نہیں ہو رہیں۔ جو صورت ہمیں نظر آتی ہے اس سے صاف نظر آتا ہے کہ مغربی دنیا کو پتہ ہے کہ مسلمان ممالک ان کے زیرنگیں ہیں ان کے پاس ہی آخر انہوں نے آنا ہے۔ آپس میں لڑتے ہیں تو ان لوگوں سے مدد لیتے ہیں۔ یہ جو پابندیاں یورپ کے بعض ملکوں کے سامان پر لگائی گئی ہیں اس کے خلاف احتجاج کے طور پر یہ بھی ان لوگوں کو پتہ ہے کہ چند دن تک معاملہ ٹھنڈا ہو جائے گا اور وہی چیزیں جو بازار سے اٹھالی گئی ہیں، اس وقت مارکیٹ سے غائب ہیں وہی ان ملکوں میں دوبارہ مارکیٹ میں آجائیں گی۔ اب ان ملکوں میں جو مسلمان رہتے ہیں

وہ بھی یہ چیزیں کھا رہے ہیں، استعمال کر رہے ہیں۔ ڈنمارک میں ہی (ڈنمارک کے خلاف سب سے زیادہ احتجاج ہے) تقریباً دو لاکھ مسلمان ہیں اور کافی بڑی اکثریت پاکستانی مسلمانوں کی ہے وہ بھی تو آخر وہ چیزیں استعمال کر رہے ہیں۔ تو بہرحال یہ عارضی ردّعمل ہیں اور ختم ہو جائیں گے۔

اب دیکھیں ہماری حالت۔ یہ جو عراق میں تازہ واقعہ ہوا ہے کہ امام بارگاہ کا گنبد بم دھماکے سے اڑایا گیا ہے۔ تو نتیجۃً سنّیوں کی مسجدوں پہ بھی حملے ہوئے اور وہ بھی تباہ ہو رہی ہیں۔ یہ کسی نے دیکھنے اور سوچنے کی کوشش نہیں کی کہ تحقیق کر لیں کہ کہیں ہمیں لڑانے کے لئے دشمن کی شرارت ہی نہ ہو۔ کیونکہ یہ بم یہ اسلحہ جو سب کچھ لیا جا رہا ہے، یہ بھی تو انہیں ملکوں سے لیا جاتا ہے۔ لیکن یہ اس طرح سوچ ہی نہیں سکتے۔ ایک تو عقل کے اندھے ہو جاتے ہیں، ان کو غصہ اور فرقہ واریت میں سمجھ ہی نہیں آتی کہ کیا کرنا ہے۔ دوسرے بدقسمتی سے جو منافقت کرنے والے ہیں وہ بھی دشمن سے مل جاتے ہیں جس سے دشمن فائدہ اٹھاتا ہے اور ان کو سوچنے کی طرف آنے ہی نہیں دیتا۔ بہرحال یہ جو نئی صورتحال عراق میں پیدا ہوئی ہے یہ ملک کو سول وار (Civil War) کی طرف لے جا رہی ہے۔ آج کل تو تقریباً شروع ہے۔ اور اب وہاں یہ لیڈروں کو بڑی مشکل پیش آ رہی ہے کہ یہ صورتحال اب سنبھالی نہیں جائے گی۔ مسلمان سے مسلمان کے لڑنے کی یہ صورتحال افغانستان میں بھی ہے، پاکستان میں بھی ہے، ہر فرقہ دوسرے فرقے کے بارے میں پُرتشدد فضا پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے، مذہب کے نام پر آپس میں ایک دوسرے کو مار رہے ہوتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا﴾ (النساء:94) یعنی جو شخص کسی مومن کو دانستہ قتل کر دے تو اس کی سزا جہنم ہو گی اور وہ اس میں دیر تک رہتا چلا جائے گا اور اللہ اس سے ناراض ہو گا اور اس کو اپنی جناب سے دور کر دے گا اور اس کے لئے بہت بڑا عذاب تیار کرے گا۔

تو دیکھیں، اب یہ ایک دوسرے کو مار رہے ہیں۔ فتنہ پیدا کرنے والے، بھڑکانے والے ان لیڈروں کے کہنے پر جن میں اکثریت مذہبی لیڈروں کی ہے، یہ سب فتنے اُن پیدا ہو رہے ہیں۔ مار دھاڑ ہو رہی ہے، قتل و غارت ہو رہی ہے کہ قتل کرو تو ثواب کماؤ اور جنت کے وارث بنو گے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ جہنم میں ڈال رہا ہے اور لعنت بھیج رہا ہے۔

پاکستان میں، بنگلہ دیش میں یا دوسرے ملکوں میں جہاں احمدیوں کو بھی شہید کیا جاتا ہے یہی ہیں جو جنت کا لالچ دے کر، جہنم میں لے جانے والے کام کروائے جاتے ہیں۔ بہرحال مَیں یہ کہہ رہا تھا کہ یہ جو مسلمانوں کی حرکتیں ہیں ان سے مسلمانوں کے دشمن فائدہ اٹھاتے ہیں اور مسلمان کی طاقت کم کرتے چلے جا رہے ہیں اور ان مسلمانوں کو عقل نہیں آ رہی۔ بہرحال یہ تو ظاہر و باہر ہے کہ یہ عقل ماری جانا اور یہ پھٹکار اس لئے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو نہیں مانا اور نہ ہی مان رہے ہیں نہ اس طرف آتے ہیں اور آپؐ کے مسیح و مہدی کی تکذیب کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہی ہے اور وہ ہر احمدی کو کرنی چاہئے۔ اس طرف پہلے بھی مَیں نے توجہ دلائی تھی کہ خدا ان کو عقل اور سمجھ دے اور یہ منافقین اور دشمنوں کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر اسلام کو بدنام کرنے والے اور ایک دوسرے کا گلا کاٹنے والے نہ بنیں۔

بہرحال جو کچھ بھی ہے جب اسلام کے دشمن ان مسلمانوں کو کسی نہ کسی ذریعے سے ذلیل و رسوا کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو احمدی بہرحال درد محسوس کرتا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوتے ہیں یا منسوب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ان بھٹکے ہوئے مسلمانوں میں سے ایک بہت بڑی تعداد کم علمی کی وجہ سے ان لیڈروں اور علماء کی باتوں میں آ کر ایسی نامناسب حرکتیں اور کارروائیاں کر جاتی ہے جس کا اسلام سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں سنتے ہوئے ان لوگوں کو، ان نام نہاد علما کے چنگل سے چھڑائے اور یہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے انجانے میں یا بیوقوفی میں اور اسلام کی محبت کے جوش میں آ کر جو اسلام کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں وہ نہ بنیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو سیدھی راہ بھی دکھائے، کیونکہ ان کی ان حرکتوں کی وجہ سے دشمن کو اسلام پر گند اچھالنے کا موقعہ ملتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر بھی توہین آمیز حملے کرنے کا موقع ملتا ہے۔

پس ہر احمدی کو آجکل دعاؤں کی طرف بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ عالم اسلام اپنی ہی غلطیوں کی وجہ سے انتہائی خوفناک حالت سے دوچار ہے۔ اگر ہمارے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سچا عشق اور محبت ہے تو ہمیں امت کے لئے بھی بہت زیادہ دعائیں کرنی چاہئیں۔ اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے اور جو ہم پہلے بھی کر رہے ہیں۔ لیکن آج مَیں توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ دعائیں ہمیں کس طرح کرنی چاہئیں۔ یہ دعا کرنے کے طریقے اور اسلوب بھی ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی سکھائے ہیں جن سے ہماری بھی اصلاح ہوتی ہے اور دعا کی قبولیت کے نظارے بھی ہم دیکھ سکتے ہیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے حضرت عمرؓ بن خطاب فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعا آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہر جاتی ہے اور جب تک تُو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجے اس میں سے کوئی حصہ بھی (خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کے لئے) اوپر نہیں جاتا۔

(ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ما جاء فی فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ)

یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں ہمیں واضح فرمایا ہے۔ جو آیت مَیں نے ابھی پڑھی ہے کہ ﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (الاحزاب:57)۔ کہ یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے بھی نبی پر رحمت بھیجتے ہیں اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر درود اور سلام بھیجو۔

قرآن کریم میں بے شمار احکام ہیں جن کے کرنے کا حکم ہے اور ان پر عمل کرنے کے نتیجے میں کیا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے بن جاؤ گے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے وارث ٹھہرو گے، اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے بن جاؤ گے، جہنم سے بچائے جاؤ گے، جنت میں داخل ہو گے۔ یہاں یہ حکم ہے کہ یہ اتنا بڑا اور عظیم کام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کو بھی اس کام پر لگایا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ خود بھی اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتا ہے۔ اس لئے یہ ایسا عمل ہے جس کو کر کے تم اُس عمل کی پیروی کر رہے ہو یا اس کام کی پیروی کر رہے ہو جو خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ تو جب اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حکموں پر عمل کرنے سے اتنے بڑے اجروں سے نوازتا ہے تو اس کام کے کرنے سے جو خود خدا تعالیٰ کرتا ہے کس قدر نوازے گا۔ اور یہ یقیناً خالص ہو کر بھیجا گیا درود اُمّت کی اصلاح کا باعث بھی بنے گا۔ اُمّت کو رسوائی سے بچانے کا باعث بھی بنے گا۔ ہماری اصلاح کا باعث بھی بنے گا۔ اور ہماری دعاؤں کی قبولیت کا بھی ذریعہ بنے گا۔ ہمیں دجال کے فتنوں سے بچانے کا ذریعہ بھی بنے گا۔

احادیث میں دُرود کے فوائد مختلف روایات میں ملتے ہیں۔ ایک روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے زیادہ میرے نزدیک وہ شخص ہو گا جو اُن میں سے سب سے زیادہ مجھ پر دُرود بھیجنے والا ہو گا۔

پھر فرمایا: جو شخص دلی خلوص سے ایک بار درود بھیجے گا اس پر اللہ تعالیٰ دس بار درود بھیجے گا اور اسے دس درجات کی رفعت بخشے گا اور اس کی دس نیکیاں لکھے گا اور دس گناہ معاف کرے گا۔

اب دیکھیں دلی خلوص شرط ہے۔ بہت سے لوگ دعائیں کرنے یا کروانے والے یہ لکھتے ہیں کہ ہم دعائیں بھی بہت کر رہے ہیں آپ بھی دعا کریں اور درود بھی پڑھتے ہیں لیکن لمبا عرصہ ہو گیا ہے ہماری دعائیں قبول نہیں ہو رہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دُرود کس طرح بھیجو۔ فرمایا کہ صَادِقًا مِّنْ نَفْسِهٖ اس طرح بھیجو کہ خالص ہو جاؤ۔ درود بھیجتے ہوئے ہر کوئی اپنے نفس کو ٹٹولے، اپنے دل کو ٹٹولے کہ اس میں دُنیا کی کتنی ملونیاں ہیں اور کتنا خالص ہو کر درود بھیجنے کی طرف توجہ ہے۔ کتنا خالص ہو کر دُرود بھیجا جا رہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

"درود جو حصول استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے بکثرت پڑھو مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان کو مدنظر رکھ کر اور آپؐ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ قبولیت دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا"۔

پس یہ ہیں درود بھیجنے کے طریقے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ:

"(اے لوگو!) اس محسن نبی پر درود بھیجو جو خدا وند رحمٰن و منان کی صفات کا مظہر ہے۔ کیونکہ احسان کا بدلہ احسان ہی ہے اور جس دل میں آپ کے احسانات کا احساس نہیں اُس میں یا تو ایمان ہے ہی نہیں اور یا پھر وہ ایمان کو تباہ کرنے کے درپے ہے۔ اے اللہ! اس اُمّی رسول اور نبی پر درود بھیج جس نے آخرین کو بھی پانی سے سیر کیا ہے۔ جس طرح اس نے اولین کو سیر کیا اور انہیں اپنے رنگ میں رنگین کیا تھا اور انہیں پاک لوگوں میں داخل کیا تھا۔ (اعجاز المسیح۔ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 5-6)

اس طرح خالص ہو کر درود بھیجیں گے جس سے ایک جماعتی رنگ بھی پیدا ہو جائے تو وہ ایسا دُرود ہے جو پھر اپنے اثرات بھی دکھاتا ہے۔ ایسے لوگ جو کہتے ہیں درود کا اثر نہیں ہوتا ان پر اس حدیث سے بھی

اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس کلام سے بھی بات واضح ہو جانی چاہئے اور کبھی بھی درود بھیجنے سے تنگ نہیں آنا چاہئے بلکہ اپنے نفس کو ٹٹولنا چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو مجھ پر درود نہ بھیجے وہ بڑا بخیل ہے، کنجوس ہے۔ اور اس بخل کی وجہ سے جہاں وہ بخل کرنے کا گناہ اپنے اوپر سہیڑ رہا ہوتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے بھی محروم ہو رہا ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ ایک بار درود بھیجنے والے پر اللہ تعالیٰ دس مرتبہ درود بھیجتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سلامتی حاصل کرنا تو ایسا سودا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض صحابہؓ بھی سب دعائیں چھوڑ کر صرف درود بھیجا کرتے تھے۔

ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایک کج خلقی اور بداعتباری کی بات ہے کہ ایک شخص کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا گردنوں کو آزاد کرنے سے بھی زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور آپ کی صحبت اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینے یا جہاد کرنے سے بھی افضل ہے۔

یہ جو آجکل کے نام نہاد جہاد ہو رہے ہیں غیروں سے بھی جنگیں ہیں اور آپس میں بھی ایک دوسرے کی گردنیں کاٹی جا رہی ہیں۔ اب ان علماء سے کوئی پوچھے کہ تم جو بے علم اور ان پڑھ مسلمانوں کے جذبات کو ابھار کر (جو مذہبی جوش میں آکر اپنی طرف سے غیرت اسلامی کا مظاہرہ کرتے ہوئے غلط حرکتیں کرتے ہیں)، ان کی جو تم غلط راہنمائی کرتے ہو تو یہ کون سا اسلام ہے؟ اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ جب تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازیبا کلمات سنو، باتیں سنو تو آپؐ کے محاسن بیان کرو۔ آپؐ پر درود بھیجو۔ یہ تمہارے جہاد سے زیادہ افضل ہے۔ جان دینے سے زیادہ بہتر ہے کہ دعاؤں اور درود کی طرف توجہ دو۔

اور اس زمانے میں جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ہے یہ اور بھی زیادہ ضروری ہے کہ بجائے تشدد کے دعاؤں اور درود پر زور دو اور اس کے ساتھ ہی اپنی اصلاح کی بھی کوشش کرو۔ اپنے نفسوں کو ٹٹولو کہ کس حد تک ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے ہیں۔ یہ وقتی جوش تو نہیں ہے جو بعض طبقوں کے ذاتی مفاد کی وجہ سے ہمیں بھی اس آگ کی لپیٹ میں لے رہا ہے؟۔

پس ہمیں چاہئے کہ جہاں اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیں وہاں اپنے ماحول میں اگر مسلمانوں کو سمجھا سکتے ہوں تو ضرور سمجھائیں کہ غلط طریقے اختیار نہ کرو بلکہ وہ راہ اختیار کرو جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے پسند کیا ہے۔ اور وہ راہ ہمیں بتائی ہے اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم نے میری رضا حاصل کرنی ہے، جنت میں جانا ہے تو مجھ پر درود بھیجو۔

ایک روایت میں آتا ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر درود نہیں بھیجتا اس کا کوئی دین ہی نہیں۔

پھر ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا۔ کثرت سے اللہ کو یاد کرنا اور مجھ پر درود بھیجنا تنگی کے دور ہونے کا ذریعہ ہے۔

اب یہ جو رزق کی تنگی ہے۔ حالات کی تنگی ہے۔ آجکل مسلمانوں پر بھی جو تنگیاں وارد ہو رہی ہیں۔ مغرب نے اپنے لئے اور اصول رکھے ہوئے ہیں اور ان مسلمان ممالک کے لئے اور اصول رکھے ہوئے ہیں، اس کا بہترین حل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجا جائے اور ان برکات سے فیضیاب ہوا جائے جو درود پڑھنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے وابستہ کر رکھی ہیں۔

ایک روایت ہے۔ (تھوڑا سا حصہ پہلے بھی بیان کیا ہے) اس کی تفصیل ایک اور جگہ بھی آتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے روز اس دن کے ہر ایک ہولناک مقام میں تم میں سے سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ شخص ہو گا جس نے دنیا میں مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجا ہو گا۔

دیکھیں اب کون نہیں چاہتا کہ قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب میں جگہ پائے۔ اور ہر خطرناک جگہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑ کر نکلتا چلا جائے۔ یقیناً ہر کوئی اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچنا چاہتا ہے تو پھر یہ اس سے بچنے کا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب میں رہنے کا طریق ہے جو آپؐ نے ہمیں بتایا ہے۔ اس لئے ہر وقت مومن کو درود بھیجنے کی طرف توجہ رہنی چاہئے اور ہر موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے درود بھیجنا چاہئے۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص ایک دن میں ہزار بار مجھ پر درود بھیجے گا وہ اسی زندگی میں جنت کے اندر اپنا مقام دیکھ لے گا۔ (جلاء الافہام بحوالہ ابن الغازی و کتاب الصلوۃ علی النبی لأبی عبدالله المقدسی)

تو دُرود کی برکت سے جو تبدیلیاں پیدا ہوں گی وہ اس دنیا کی زندگی کو بھی جنت بنانے والی ہوں گی۔ اور یہی عمل اور نیکیاں اور پاک تبدیلیاں ہیں جو جہاں اس دنیا میں جنت بنا رہی ہوں گی، اگلے جہان میں بھی جنت کی وارث بنا رہی ہوں گی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

''جب تم مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو تم بھی وہی الفاظ دہراؤ جو وہ کہتا ہے۔ پھر مجھ پر درود بھیجو۔ جس شخص نے مجھ پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس گنا رحمتیں نازل فرمائے گا۔ پھر فرمایا میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگو یہ جنت کے مراتب میں سے ایک مرتبہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندے کو ملے گا اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ وہ مَیں ہی ہوں گا۔ جس کسی نے بھی میرے لئے اللہ سے وسیلہ مانگا اس کے لئے شفاعت حلال ہو جائے گی''۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ثم یصلی علی النبی ﷺ)

پس یہ جو اذان کے بعد کی دعا ہے اس کو ہر احمدی کو یاد کرنا چاہئے اور پڑھنا چاہئے۔

دُرود بھیجنے کی اہمیت اور دُرود کے فوائد تو واضح ہو گئے لیکن بعض لوگ یہ بھی سوال کرتے ہیں کہ کس طرح درود بھیجیں۔ مختلف لوگوں نے مختلف درود بنائے ہوئے ہیں۔ لیکن اس بارے میں ایک حدیث ہے۔

حضرت کعب عجرہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ پر سلام بھیجنے کا تو ہمیں علم ہے مگر آپ پر دُرود کیسے بھیجیں۔ فرمایا کہ یہ کہو کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ما جاء فی صفة الصلوٰۃ علی النبی ﷺ)

تو یہ ہے۔ جو نماز کا درود ہے وہ ذرا اور تفصیل میں ہے۔

پھر اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی کو خط میں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''نماز تہجد اور اوراد معمولی میں آپ مشغول رہیں۔ تہجد میں بہت سے برکات ہیں۔ بیکاری کچھ چیز نہیں۔ بیکار اور آرام پسند کچھ وزن نہیں رکھتا۔ وقال اللہ تعالیٰ ﴿وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا﴾ (العنکبوت:70) درود شریف وہی بہتر ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلا ہے اور وہ یہ ہے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

فرمایا کہ:

''جو الفاظ ایک پرہیزگار کے منہ سے نکلتے ہیں اُن میں ضرور کسی قدر برکت ہوتی ہے۔ پس خیال کر لینا چاہئے کہ جو پرہیزگاروں کا سردار اور نبیوں کا سپہ سالار ہے اس کے منہ سے جو لفظ نکلے ہیں وہ کس قدر متبرک ہوں گے۔ غرض سب اقسام درود شریف سے یہی درود شریف زیادہ مبارک ہے''۔

مختلف قسمیں ہیں درود شریف کی ان میں سے یہی درود شریف زیادہ مبارک ہے۔'' یہی اس عاجز کا ورد ہے اور کسی تعداد کی پابندی ضروری نہیں۔ اخلاص اور محبت اور حضور اور تضرع سے پڑھنا چاہئے اور اس وقت تک ضرور پڑھتے رہیں کہ جب تک ایک حالت رقت اور بے خودی اور تاثر کی پیدا ہو جائے اور سینے میں انشراح اور ذوق پایا جائے''۔ (مکتوبات احمدیہ جلد اوّل صفحہ 17-18)

تو یہ وہی درود ہے جو ہم نماز میں پڑھتے ہیں، جیسا کہ میں نے کہا، اور زیادہ تر اسی کا ورد کرنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ تعداد نہیں دیکھنی چاہئے۔

حدیث میں آیا ہے کہ جو ایک ہزار مرتبہ کرتا ہے اس کا مطلب ہے کہ جتنا زیادہ سے زیادہ کرتا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی بعض لوگوں کو تعداد بتائی۔ کسی کو سات سو دفعہ روزانہ پڑھنا یا گیارہ سو دفعہ پڑھنا بتایا۔ تو یہ حکم ہر شخص کے اپنے حالات اور معیار کے مطابق ہے، بدلتا رہتا ہے۔ بہر حال یہ درود شریف ہمیں پڑھنا چاہئے اس لئے مَیں نے جو بلی کی دعاؤں میں بھی ایک تو وہ حضرت مسیح موعودؑ کی

الہامی دعا ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔ اس کے علاوہ مَیں نے کہا تھا کہ درود شریف بھی پورا پڑھا جائے تو اس لئے کہا تھا کہ اصل درود شریف جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا اس کو ہمیں اپنی دعاؤں میں ضرور شامل رکھنا چاہئے۔ لیکن وہی بات جس طرح حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اتنا ڈوب کر پڑھیں کہ ایک خاص کیفیت پیدا ہو جائے اور جب اس طرح ہوگا تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن رہے ہوں گے۔

یہ زمانہ جو آخرین کا زمانہ ہے جس زمانے سے اسلام کی فتوحات وابستہ ہیں اور یہ فتوحات ہم سب جانتے ہیں کہ تلواروں یا بندوقوں یا توپوں اور گولوں سے نہیں ہوئیں اس میں سب سے بڑا ہتھیار دعا کا ہے پھر دلائل و براہین کا ہتھیار ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا گیا ہے۔ اور اسی کے ذریعے سے انشاء اللہ تعالیٰ اسلام نے غالب آنا ہے۔ اور دعاؤں کی قبولیت کے لئے اور اللہ تعالیٰ کا قرب اور برکات حاصل کرنے کے لئے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتا دیا ہے۔ ہم آیت میں دیکھ چکے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو اور مختلف احادیث سے بھی ہم نے دیکھ لیا کہ یہ سب کچھ بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے ممکن نہیں ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہی بتایا ہے کہ مجھے جو مقام ملا ہے اسی درود بھیجنے کی وجہ سے ملا ہے۔ اور اسلام کی آئندہ فتوحات کے ساتھ بھی اس کا خاص تعلق ہے۔ اپنے اس مقام کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسیح و مہدی بنا کر دنیا میں بھیجنے کی صورت میں دیا۔ ایک الہام کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

’’بعد اس کے جو الہام ہے وہ یہ ہے کہ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ۔ درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاء ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم‘‘۔

فرمایا:

’’یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ سب مراتب اور تفضلات اور عنایات اسی کے طفیل سے ہیں اور اسی سے محبت کرنے کا صلہ ہے۔ سبحان اللہ اس سرور کائنات کے حضرت احدیت میں کیا ہی اعلیٰ مراتب ہیں اور کس قسم کا قرب ہے کہ اس کا مُحب خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کا خادم ایک دنیا کا مخدوم بنایا جاتا ہے‘‘۔ یعنی دنیا اس کی خادم ہو جاتی ہے۔ ’’اس مقام پر مجھ کو یاد آیا کہ ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ آب زُلال کی شکل پر نُور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں (فرشتے) لئے آتے ہیں اور ایک نے اُن میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تُو نے محمدؐ کی طرف بھیجی تھیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اور ایسا ہی عجیب ایک اور قصہ یاد آیا کہ ایک مرتبہ الہام ہوا جس کے معنے یہ تھے کہ ملاء اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں۔ یعنی ارادہ الٰہی احیاءِ دین کے لئے جوش میں ہے‘‘۔ دین کو نئے سرے سے زندہ کرنے کے لئے ہے۔ ’’لیکن ہنوز ملاء اعلیٰ پر شخص مُحیی کی تعیین ظاہر نہیں ہوئی‘‘ جس نے زندہ کرنا ہے پتہ نہیں لگ رہا وہ کون ہے۔ ’’اس لئے وہ اختلاف میں ہے۔ اسی اثناء میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک مُحیی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اُس نے کہا۔ ھٰذَا رَجُلٌ یُّحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت رکھتا ہے اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرط اعظم اس عہدہ کی محبت رسول ہے۔ سو وہ اس شخص میں متحقق ہے‘‘۔ یعنی اس میں موجود ہے۔

’’اور ایسا ہی الہام متذکرہ بالا میں جو آل رسول پر درود بھیجنے کا حکم ہے سو اس میں بھی یہی سرّ ہے کہ افاضہ انوار الٰہی میں محبتِ اہلِ بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے۔ اور جو شخص حضرت احدیت کے مقربین میں داخل ہوتا ہے وہ انہیں طیبین اور طاہرین کی وراثت پاتا ہے اور تمام علوم و معارف میں ان کا وارث ٹھہرتا ہے‘‘۔

پس آج احیاء دین کے لئے اسلام کی کھوئی ہوئی شان و شوکت واپس لانے کے لئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں کھڑا ہونے کے لئے، اللہ تعالیٰ نے جس جری اللہ کو کھڑا کیا ہے اس کے پیچھے چلنے سے اور اس کے دیئے ہوئے براہین اور دلائل سے جو اللہ تعالیٰ نے اسے بتائے ہیں اور اس کی تعلیم پر عمل کرنے سے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا پوری آب و تاب اور پوری شان و شوکت کے ساتھ دنیا میں لہرائے گا۔ انشاء اللہ۔ اور لہراتا چلا جائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس زمانے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اور لوگوں کو توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام پر کیسے سخت دن ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک سلسلہ قائم فرمایا جو کھوئی ہوئی عظمت کو بحال کرے گا۔ اس لئے مسلمانوں کو فرمایا کہ اب اپنی ضدیں چھوڑو اور غور کرو کہ کیا اللہ تعالیٰ ایسے حالات میں بھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ہر طرف سے حملے ہو رہے ہیں ان کی عزت قائم کرنے کے لئے جوش میں نہیں آیا؟ جبکہ وہ درود بھیجتا ہے۔

اقتباس پورا اس طرح ہے۔ فرمایا کہ:

’’یہ زمانہ کیسا مبارک زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان پُر آشوب دنوں میں محض اپنے فضل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے اظہار کے لئے یہ مبارک ارادہ فرمایا کہ غیب سے اسلام کی نصرت کا انتظام فرمایا اور ایک سلسلہ کو قائم کیا۔ مَیں ان لوگوں سے پوچھنا چاہتا ہوں جو اپنے دل میں اسلام کے لئے ایک درد رکھتے ہیں اور اس کی عزت اور وقعت ان کے دلوں میں ہے۔ وہ بتائیں کہ کیا کوئی زمانہ اس سے بڑھ کر اسلام پر گزرا ہے جس میں اس قدر سبّ و شتم اور توہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گئی ہو۔ اور قرآن شریف کی ہتک ہوئی ہو۔ پھر مجھے مسلمانوں کی حالت پر سخت افسوس اور دلی رنج ہوتا ہے اور بعض وقت میں اس درد سے بے قرار ہو جاتا ہوں کہ ان میں اتنی حس بھی باقی نہیں رہی کہ اس بے عزتی کو محسوس کر لیں۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ بھی عزت اللہ تعالیٰ کو منظور نہ تھی جو اس قدر سبّ و شتم پر بھی وہ کوئی آسمانی سلسلہ قائم نہ کرتا اور ان مخالفین اسلام کے منہ بند کر کے آپؐ کی عظمت اور پاکیزگی کو دنیا میں پھیلاتا۔ جبکہ خود اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں کہ اس توہین کے وقت میں اس صلوٰۃ کا اظہار کس قدر ضروری ہے اور اس کا ظہور اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے کی صورت میں کیا ہے۔ (ملفوظات جلد 3صفحہ8-9 جدید ایڈیشن)

یہ فقرہ دیکھیں کہ اس طرح جماعت احمدیہ پر بہت بڑی ذمہ واری پڑتی ہے جو اپنے آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

پس جہاں ایسے وقت میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک طوفان بدتمیزی مچا ہوا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ کے فرشتے آپ پر درُود بھیجتے ہوں گے، بھیج رہے ہوں گے، بھیج رہے ہیں۔ ہمارا بھی کام ہے جنہوں نے اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشق صادق اور امام الزمان کے سلسلے اور اس کی جماعت سے منسلک کیا ہوا ہے کہ اپنی دعاؤں کو درود میں ڈھال دیں اور فضا میں اتنا درود صدق دل کے ساتھ بکھیریں کہ فضا کا ہر ذرہ درود سے مہک اٹھے اور ہماری تمام دعائیں اس درود کے وسیلے سے خدا تعالیٰ کے دربار میں پہنچ کر قبولیت کا درجہ پانے والی ہوں۔ یہ ہے اس پیار اور محبت کا اظہار جو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ہونا چاہئے اور آپؐ کی آل سے ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو بھی عقل دے، سمجھ دے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرستادے کو پہچانیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس روحانی فرزند کی جماعت میں شامل ہوں جو صلح، امن اور محبت کی فضا کو دوبارہ دنیا میں پیدا کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو بلند کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل دے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے کے باوجود آج پھر دیکھ لیں چودہ سو سال کے بعد بھی اسی مہینے میں جب محرم کا مہینہ ہی چل رہا ہے اور اسی سرزمین میں پھر مسلمان مسلمان کا خون بہا رہا ہے مگر سبق کبھی بھی نہیں سیکھا اور ابھی تک خون بہاتے چلے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے اور اس عمل سے باز آئیں اور اپنے دل میں خدا کا خوف پیدا کریں اور اسلام کی سچی تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں۔ یہ سب کچھ جو یہ کر رہے ہیں زمانے کے امام کو نہ پہچاننے کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے انکار کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

پس آج ہر احمدی کی ذمہ داری ہے، بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ جس نے اس زمانے کے امام کو پہچانا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے جذبے کی وجہ سے بہت زیادہ درُود پڑھیں، دعائیں کریں، اپنے لئے بھی اور دوسرے مسلمانوں کے لئے بھی تا کہ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو تباہی سے بچا لے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنی دعاؤں میں امت مسلمہ کو بہت جگہ دیں۔ غیروں کے بھی ارادے ٹھیک نہیں ہیں۔ ابھی پتہ نہیں کن کن مزید مشکلوں اور ابتلاؤں میں اور مصیبتوں میں ان لوگوں نے گرفتار ہونا ہے اور ان مسلمانوں کو سامنا کرنا پڑنا ہے۔ اور کیا کیا منصوبے ان کے خلاف ہو رہے ہیں۔ اللہ ہی رحم کرے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ سیدھے راستے پر چلاتا رہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہم شکر گزار بندے ہوں۔ اور اس کا شکر کریں کہ اس نے ہمیں اس زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق دی ہے۔ اور اب اس ماننے کے بعد اس کا حق ادا کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمیشہ اپنی رضا کی راہوں پر چلانے والا بنائے۔

# جسٹن ونٹل کی کتاب
# "The Rough Guide History of Islam"
# میں احمدیت کے متعلق بعض خلافِ حقیقت امور کا تذکرہ

(سید ساجد احمد۔ امریکہ)

امریکہ میں نیویارک کے Twin Towers پر 11/ستمبر 2001ء کو دہشتگردی کے واقعہ کے بعد (جو نائن الیون کے نام سے معروف ہے) اگر مغربی ممالک میں اسلام کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کا رجحان بڑھا ہے تو کتب فروشوں نے بھی اسلام کے موضوع پر پہلے سے بہت زیادہ کتابیں رکھنی شروع کر دی ہیں، چھاپنے والے اسلام کے بارے میں پہلے سے زیادہ کتابیں اور مضامین شائع کر رہے ہیں اور لکھنے والے بھی اپنے قلموں کی نوکیں تیز کر کے میدان تحریر میں اتر آئے ہیں۔ لیکن جہاں اسلام کے بارے میں پڑھنے والوں تک کئی صورتوں میں صحیح علم پہنچ رہا ہے، وہاں عوام الناس میں بہت سی غلط اور بے بنیاد باتیں بھی بعض دفعہ عمداً اور کئی صورتوں میں بے احتیاطی اور پوری تحقیق نہ کرنے کی وجہ سے پھیلائی جا رہی ہیں۔ گو اس ساری توجہ کا باعث ایک دہشت گردی کا سانحہ تھا جس کی بنیاد نفرتوں پر تھی لیکن اس کے باوجود بعض لوگ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نفرتیں ابھارنے والے طرز کلام اور مضامین لکھنے سے بھی دریغ نہیں کر رہے اور نہ اس بات کی احتیاط کر رہے ہیں کہ وہ اپنا نقطۂ نظر اس طرح بیان کریں کہ نفرتوں کی دیواریں گریں اور محبتوں کے دریچے کھلیں۔

نائن الیون کے بعد ہی ایک یورپی مصنف جسٹن وِنٹل (Justin Wintle) نے ایک کتاب ''دی رف گائڈ ہسٹری آف اسلام'' (The Rough Guide History of Islam) کے نام سے شائع کی ہے۔ یہ کتاب 2003ء میں لندن سے چھپی ہے۔ گو عمومی طور پر یہ کتاب تاریخی واقعات کا ایک عمدہ مجموعہ ہے لیکن اس کتاب میں نہ صرف تاریخی غلطیاں ہیں بلکہ اس میں اسلام کے مخالفین کی طرف سے اسلام، قرآن، اور بانیٔ اسلام، صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے گئے اعتراضات اور غلط فہمیوں کو نہ صرف دہرا دیا گیا ہے بلکہ ان غلط بیانیوں کی معمولی تحقیق کرنے کی کوشش بھی نہیں کی گئی اور اکثر مقامات پر ظن کو تحقیق پر ترجیح دے کر صورت حال کو مزید بگاڑ دیا گیا ہے۔

اسلام کے بارے میں کئی قسم کی اور عجیب وغریب باتوں کے علاوہ ونٹل نے ایک جگہ احمدیت کا ذکر بھی کیا ہے۔ مصنف لکھتا ہے:

1888 The esoteric Ahmadiyyah sect is founded in the Punjab by Mirza Ghulam Ahmad; opposed to westernization, he proclaims himself to be not only the mahdi, but an incarnation of the Hindu god Vishnu and Jesus Christ.

گو مصنف نے ساری کتاب میں احمدیت کے بارے میں صرف ایک ہی فقرہ لکھا ہے لیکن اس ایک فقرے میں بھی بہت سی غلطیاں سمودی ہیں۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ باقی کتاب کے مندرجات کس قدر غلطیوں کے حامل ہوں گے۔ اس فقرے کا مفہوم ہے:

''1888ء پنجاب میں مغربیت کے مخالف مرزا غلام احمد کے ذریعے احمدیہ فرقہ کا قیام عمل میں آتا ہے، جس نے نہ صرف اپنے مہدی بلکہ ہندو خدا وشنو اور یسوع مسیح کے اوتار ہونے کا دعویٰ کیا''۔

آج کے زمانے میں تو صحیح معلومات حاصل کرنے کے لئے فون کرنے کی بھی ضرورت نہیں، اکثر معلومات انٹرنیٹ پر چوبیس گھنٹے بڑی تفصیل سے مل جاتی ہیں۔ اگر مصنف احمدیہ ویب سائٹ الاسلام ڈاٹ آرگ (www.alislam.org) پر ہی دیکھتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا دعویٰ ہرگز وشنو کا اوتار ہونے کا نہ تھا۔ لیکن اگر ان کی اس سے تسلی نہ ہوتی تو آج تو تقریباً ہر ملک میں جماعت احمدیہ کے مراکز پائے جاتے ہیں جہاں سے معمولی کوشش سے ضروری معلومات حاصل کی جا سکتی تھیں۔

یہ درست ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا مسیح کی آمد ثانی کا دعوی تھا اور یہ دعوی ایسے وقت میں کیا گیا تھا جب کہ نہ صرف عیسوی اندازوں کے مطابق بلکہ اسلامی عمائدین سلف صالحین کی پیشگوئیوں کی روشنی میں بھی نہ صرف عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کا وقت تھا بلکہ عین انہی دنوں ہندو مذہب کے پرچارک بھی کرشن کی دوبارہ آمد کے منتظر بیٹھے تھے۔ مہذب انسانی زندگی کے ایسے موڑ پر کہ ذرائع مواصلات نے اور آمد ورفت کے وسائل کی آسانیوں نے بنی نوع انسان کو ایک قوم کی طرح یکجا کر دیا ہے، جس بزرگ و برتر خدا نے انسانی ذہن کو مواصلاتی یکجہتی پیدا کرنے کے منصوبوں پر ابھارا، اسی خدا نے ایک ایسے ملک میں جو مختلف مذاہب کی آماجگاہ تھا، ایک روحانی لیڈر کو ہر مذہب کے موعود اوتاروں کا نمائندہ بنا کر کھڑا کیا تا کہ بنی نوع انسان ایک ہاتھ پر جمع ہو کر خداوند کی توحید کی علمبردار قرار پائے۔ اور جس طرح میں انسان کی تکنیکی ترقی اسے ایک دوسرے سے ہر روز قریب سے قریب تر کرتی چلی جا رہی ہے، اسی طرح خداوند عظیم کا فرستادہ بھی مختلف رنگ ونسل اور زبان کے حامیوں کو روحانیت کے ایک ہی رنگ میں رنگین کرے اور جیسے جسمانی فاصلے کم کئے جا رہے ہیں اسی طرح ان کے درمیان موجود بے پایاں روحانی تفریقوں کو بھی دور کرتے ہوئے انہیں ایک خدا کے آگے ایک ہاتھ پر جھکنے والی ایک قوم بنا دے۔

حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے اعلانِ بیعت دسمبر 1888ء میں فرمایا اور پہلی بیعت کی تقریب 23/مارچ 1889ء کو لدھیانہ میں ہوئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معروف ارشاد ہے، الحکمة ضآلة المؤمن۔ مغربیت سے تعامل کے مسئلے پر جماعت احمدیہ کا اصولی طریق کار، جماعت کی تاسیس سے آج تک، اسی حدیث پر حکیمانہ عمل رہا ہے۔ مغرب کی جو چیزیں پر حکمت اور فائدہ مند ہیں اور اسلام سے متعارض و متحارب نہیں، انہیں اسلام کی ترقی میں استعمال کے لئے قبول کر لو۔ اور مغرب کے جو طور طریقے اسلام اور عقل و فہم کے مخالف اور ان سے متصادم ہیں ان سے اعراض کرو تا کہ ان سے اسلام کی قوت وشوکت کو نقصان نہ پہنچے۔ چنانچہ مسیح پاک علیہ السلام نے ریل گاڑی پر سفر کیا، پریس کو عیسائیت کے رد کے لئے استعمال فرمایا، انگریزی ادویہ موقع کے مناسب حال استعمال فرمائیں اور تجویز فرمائیں، خود اپنے گاؤں قادیان میں اپنے پیروکاروں کی تعلیم وتدریس کے لئے سکول اور کالج شروع فرمائے، ضرورت کے موافق ڈاک اور تار کے ذرائع مواصلات کا استعمال فرمایا۔

اُس وقت کے عالمِ اسلام کے بہت سارے دوسرے عالموں کی طرح انگریزی نہ سیکھنے کا فتوی جاری نہیں کیا بلکہ اپنے انگریزی الہاموں کو برملا شائع فرمایا۔ نہ ہی قرآن کریم کی انگریزی یا کسی اور زبان میں ترجمے کو کفر قرار دیا بلکہ اسلام کے پیغام کو ساری دنیا میں پھیلانے کے لئے غیر زبانوں میں زبانی اور تحریری ابلاغ کے ذرائع استعمال میں لانے کا پر حکمت لائحہ عمل اختیار فرمایا۔ مغرب کے رعب میں آ کر اسلامی شعار کو نہیں چھوڑا۔ بعض مغرب زدہ مسلم لیڈروں کی طرح عورتوں کو بے پردگی اور مردوں سے آزادانہ اختلاط کی تعلیم نہیں دی بلکہ احمدی احباب ومستورات کو اسلامی حیا کا اعلیٰ نمونہ قائم کرنے کی ترغیب دی۔ اس وقت جب کہ ایک اسلامی ملک نے اپنی زبان کو تحریر میں لانے کے لئے عربی رسم خط کو خیر باد کہتے ہوئے انگریزی طرز تحریر کو اپنا لیا ہے، آپ نے عربی کو تمام زبانوں کی ماں (ام الالسنہ) اور ان کا منبع ثابت فرمایا اور اپنے پیروکاروں کو عربی سیکھنے کی تحریک فرمائی۔

بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام نے مغربیت کے منفی پہلوؤں کا نہ صرف بھرپور مقابلہ فرمایا بلکہ ایسے اصول ہمیشہ کے لئے چھوڑ گئے جو مغربیت کے اسلام پر ہر حملے کی راہ میں سدِ مربوط ہیں۔

مغربیت کا اسلام پر سب سے بڑا حملہ اسلام پر عیسائیت کی برتری کا پرچار تھا۔ آپ نے عقلی اور نقلی دلائل پر مشتمل ایسا تحقیقی لٹریچر تیار کیا جس نے عیسائیت کی عمارت کو اس کی بنیادوں سے اکھاڑ دیا۔ آپ نے عیسائی منادوں کا یسوع کی خدائی کا دعویٰ ایک طرف تو خود عہد نامہ جدید سے متقابل ومخالف دکھا دیا، دوسری طرف کشمیر میں قبر مسیح کے تعین سے ان کی رہی سہی امیدوں پر بھی پانی پھیر دیا اور ان کے لئے اسلام کے مقابل کھڑے ہونے کی سکت باقی نہ چھوڑی۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے پیش فرمودہ طرزِ بحث نے عیسائیت کے بارے میں سوچ کا رخ ایسا بدلا کہ خود آپ کے اپنے الفاظ میں ؎

آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ احرار یورپ الوہیت یسوع سے کنارہ کشی کر رہے ہیں اور ان کے ذہن یسوع کے آسمان پر سے واپس آنے سے مایوس سے مایوس تر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ کا مغرب کے بارے میں رویہ باریک نظر سے دیکھنے کی اہمیت رکھتا ہے اس لئے کہ جماعت احمدیہ کا دعوی ہے کہ وہ سب اسلامی فرقوں کے مقابل ایک ایسی جماعت ہے جس نے اس مسیح موعود کو مانا جس کی ایک بنیادی ذمہ داری عالم اسلام کا استحکام اور مسلمانوں کی دینی اور دنیوی فلاح و بہبود تھا۔ چنانچہ اس بات کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ آیا مغرب کے تعلق میں جماعت احمدیہ کا رویہ اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کا باعث رہا ہے یا نقصان کا باعث ہوا ہے۔

جماعت احمدیہ کی سو سالہ تاریخ گواہ ہے کہ دیگر مسلمان فرقوں کے مقابلے میں مغربیت کے بارے میں جماعت احمدیہ کا رویہ ہی کامیاب وکامران رہا ہے۔ اس کے ثبوت میں صرف ایک مثال ہی کافی ہے کہ آج خلافت احمدیہ کے زیر اہتمام مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) اور www.alislam.org کے ذریعے حقیقی اسلامی تعلیمات صوتی، تصویری اور تحریری رنگ میں دنیا کے کونے کونے میں پھیلی ہوئی سعید روحوں تک پہنچ رہی ہیں ؎

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

سلسلہء عالیہء احمدیہ کے قیام سے لے کر زمانہء حال تک کے سو سال سے زیادہ عرصے پر پھیلے ہوئے زمانے میں اسلام کے معتبر زعماء وعلماء کی احمدیت کے خلاف مسلسل اور منظّم اقدامات وتحریکات اور ان میں کئی اسلامی مملکتوں کی شمولیت ایک طرف تو اس حقیقت کا اظہار ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا دعویٰ مسیحیت ومہدویت کوئی معمولی قدم نہ تھا اور دوسری طرف وہ اس بات کی واضح تصدیق بھی ہیں کہ جماعت احمدیہ خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کی قیادت اور رہنمائی میں ایک مربوط، مضبوط اور ترقی پذیر تحریک ہے جو آسمانی پیشگوئیوں کو پورا کرتے ہوئے دنیا کے روحانی نقوش بدل دینے کی راہوں پر گامزن ہے۔ پہلے مسیح کی طرح اس مسیح کو بھی ایک وقت تک ہی تاریخ اور پریس نظر انداز کر سکیں گے یا اس کا موزوں مقام نہ دیں گے، لیکن اس کے بعد انہیں الٰہی تقدیر کے مطابق اس کا عالی مقام دیئے بغیر چارہ نہ ہوگا۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

## خلافت جوبلی دعائیہ پروگرام

سیدنا حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صد سالہ خلافت جوبلی کی کامیابی کے لئے احباب جماعت کو نوافل، روزوں اور دعاؤں کا پروگرام دیا ہوا ہے۔ احباب سے گزارش ہے کہ اس پروگرام کو پابندی سے جاری رکھیں اور ایک دوسرے کو بھی تلقین کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ خلافت کے بابرکت سایہ کو ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین

# قوم کی بے حسی اور خود فریبی کی انتہا

(مقصود احمد علوی، جرمنی)

میرا یہ مضمون ایک درد بھری آواز ہے جو روزمرّہ زندگی میں پیش آمدہ حالات و واقعات اور مشاہدات پر مبنی ہے۔ یہ وہ حقیقتیں ہیں جو ہر آنکھ ہر روز گلی محلّے میں دیکھتی ہے اور ہر کان سنتا ہے۔ ایسی بیّنات کو نہ تو دلائل کے ذریعے ثابت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ ہی اِنہیں سمجھنے کیلئے کسی گہرے علم، فلسفے یا منطق کی ضرورت پیش آتی ہے۔ معاشرے کا ایک ایک فرد جس بات کا عینی گواہ ہو اُسے ثابت کرنے کی بھلا کیا ضرورت ہے؟۔ ایسی ہی چند حقیقتیں مَیں نے چُنی ہیں جن سے انکار کی قطعی اور یقینی طور پر کوئی گنجائش نہیں لیکن دُکھ اور افسوس ہے تو اس بات کا کہ پوری کی پوری قوم دیکھتی بھی ہے اور سنتی بھی لیکن پھر بھی نہیں بولتی۔ اس صورتِ حال کو مَیں بیچارگی کہوں یا ہٹ دھرمی۔ اسے سردمہری سے تعبیر کروں یا بے حسی سے اور یا پھر اسے خودفریبی کا نام دوں۔

سیاستدان تو عوام کو فریب دیتے ہی ہیں اور ساری دُنیا میں دیتے ہیں کیونکہ سیاست کا آجکل یہی مفہوم سمجھا جاتا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ مغربی ممالک میں عوام کی بالغ نظری کے سبب یہ طبقہ نسبتاً کم دھوکہ دے سکتا ہے۔ جس دھوکہ دہی کی بات ہم کرنے لگے ہیں وہ ایسی ہے جس میں پاکستان دُنیا بھر میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتا۔ دھوکہ دہی کا اصول تو یہ ہے کہ دھوکہ دہندگان تو جانتے ہیں کہ وہ دھوکہ دے رہے ہیں لیکن جن کو وہ دھوکہ دیتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ اُنہیں دھوکہ دیا جا رہا ہے۔ لیکن ہماری قوم کے لوگوں کی غفلت پر عقل و دانش نوحہ کناں ہے کہ جانتے ہیں کہ ملّاں اِنہیں فریب دے رہے ہیں اور اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں اور اس پر خود گواہ ہوتے ہیں کہ جو مولوی کہہ رہے ہیں سراسر جھوٹ ہے لیکن پھر بھی اُن کے دھوکے میں آجاتے ہیں۔ دھوکہ کھانے کی اس قسم کی مثال شائد دُنیا میں پہلی بار دیکھنے میں آئی ہے۔ پھر یہ کوئی ایک آدھ بات نہیں بلکہ فریب پر فریب ہے جو یہ قوم مولوی سے کھاتی چلی جارہی ہے۔ اس لئے ایک خودفریبی نہیں بلکہ ہماری قوم کی بے شمار خودفریبیاں ہیں۔

پیشتر اس کے کہ مَیں ان کی چند مثالیں پیش کروں یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس مضمون میں نہ تو کتابوں کے حوالے درج کئے گئے ہیں اور نہ ہی کوئی اور علمی بحث کی گئی ہے بلکہ جیسا کہ شروع میں لکھا جا چکا ہے عام مشاہدہ کی بنیاد پر وہ امور پیش کئے گئے ہیں جن کے سمجھنے کیلئے کسی علم یا دلیل کی ضرورت نہیں۔ یہ ایسی عام اور سادہ سی باتیں ہیں کہ گاؤں کا ایک ان پڑھ کسان بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے بشرطیکہ وہ سمجھنا چاہے۔

## کلمہ طیبہ

مُلاں لوگوں کو بتاتے ہیں کہ احمدی کلمہ طیبہ لَااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کے قائل نہیں بلکہ دوسروں کو دھوکہ دینے کیلئے منہ سے کہتے یہی ہیں لیکن اندر سے یہ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَحْمَدُ رَّسُوْلُ اللّٰہ کے قائل ہیں اور دل میں یہی کلمہ پڑھتے ہیں۔ (نعوذ باللہ)۔ یہ وہ جواب ہے جو ٹی وی پر ایک مُلاں نے کسی سوال کرنے والے کو دیا بلکہ ساتھ یہ بھی کہا کہ ہمارے پاس اس کا ثبوت بھی ہے۔ اگر ہم سوال و جواب کی اس محفل کا حوالہ نہ بھی دیں تو بھی سبھی جانتے ہیں کہ یہ مُلاّں عوام کے کانوں میں یہی پھونکتے ہیں۔ ہم اس کے جواب میں ہمیشہ کی طرح یہی کہتے ہیں کہ لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ فِی الدُّنْیَا وَالآخِرَۃ۔ یعنی جھوٹوں پر اس دُنیا میں بھی اللہ کی لعنت ہو اور آخرت میں بھی۔

مَیں نے عرض کیا تھا کہ یہ خودفریبیاں ایسی نہیں کہ کسی کو سمجھ نہ آسکیں۔ اس حقیقت کو تو پاکستان کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ احمدیوں کا وہی کلمہ ہے جو دوسرے سنّی مسلمانوں کا ہے۔ مولوی کو کیسے علم نہیں؟ اُسے علم ہے اور سب سے زیادہ علم ہے۔ اس لئے یہاں فریب دینے والا بھی جانتا ہے کہ وہ فریب دے رہا ہے اور فریب کھانے والا بھی جانتا ہے کہ اُسے فریب دیا جا رہا ہے۔ یہ مانا کہ عوام الناس دجل کے اس کاروبار کے بدنتائج کا کچھ زیادہ شعور نہیں رکھتے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ دانشورانِ قوم، مفکرینِ اسلام، یہ علاّمے اور ڈاکٹر کہاں ہیں جو بڑے بڑے کالم اخباروں میں لکھتے اور تقریریں کرتے ہیں؟ کیا یہ اتنے بے حس ہو چکے ہیں کہ اس بے حیائی پر ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ یہ مُلاّں جھوٹ بول رہے ہیں اور لوگوں کو بہکا رہے ہیں؟ کیا اُن کے قرب و جوار میں احمدی نہیں بستے؟ کیا احمدیوں کی کتب انہوں نے نہیں پڑھیں؟ کیا کبھی انہوں نے کسی احمدی کو کلمے میں احمد رسول اللہ کہتے سُنا؟ پھر یہ کیوں خاموش ہیں؟ کیا خدا کے حضور سچی گواہی کو چھپانے کی وجہ سے انہیں اپنے پوچھے جانے کا کچھ بھی خوف نہیں؟ کیا پوری کی پوری قوم کیلئے دین کے معاملات میں عقل و دانش کا استعمال کسی نے ممنوع قرار دے دیا ہے جو اتنی معمولی سی بات بھی سمجھنے سے قاصر ہے کہ جھوٹے، دغا باز اور فریبی دکاندار کی تو دکان بھی چند دنوں میں بند ہو جاتی ہے چہ جائیکہ ایک شخص مسیح موعود اور مہدی کا عظیم دعویٰ کرے اور اپنے ماننے والوں کو یہ تعلیم دے کہ تم اُوپر اُوپر سے دوسرے مسلمانوں کی طرح ہی کلمہ طیبہ پڑھا کرو لیکن اصل میں تمہارا یہ کلمہ ہے کہ تم نے محمد رسول اللہ کی بجائے احمد رسول اللہ کہنا ہے اور پھر اُس کے اس شرمناک فریب کے باوجود لوگ اُس پر ایمان بھی لے آئیں اور اُس کیلئے اپنی عزت آبرو، بیوی بچے، مال اور جان سب کچھ قُربان کرنے کیلئے تیار ہو جائیں اور اس کی جماعت مسلسل ترقی کرتی چلی جائے اور دنیا بھر میں اپنے نیک کردار اور اخلاق کے لحاظ سے ایک مثالی نمونہ ہو۔ اور جب بھی اس کی مخالفت زور پکڑے تو خداتعالیٰ انہی کے حق میں اپنی نصرت و تائید کے نشان بھی دکھاتا چلا جائے۔ کیا دُنیا میں کبھی کسی جھوٹے اور منافق اور دغا باز کے ساتھ ایسا ہوا ہے؟

جیسا کہ مَیں عرض کر چکا ہوں کہ جس شخص میں حیا ختم ہو جائے تو پھر یُوں سمجھو کہ اُس سے ہر رذیل سے رذیل فعل کی توقع کی جا سکتی ہے۔ کلمے ہی کے حوالے سے قوم کی خودفریبی کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو۔ یہ بھی ایسی بات نہیں کہ کسی کو معلوم نہ ہو۔ کم از کم پچانوے فیصد پاکستانی مسلمان تو اسے ضرور ہی جانتے ہیں۔ ہوا یہ کہ ایک دفعہ کسی مولوی نے بزعمِ خود ایک بہت بڑے راز سے پردہ اٹھایا کہ برِاعظم افریقہ کے فلاں ملک کے فلاں گاؤں کی ایک احمدیہ مسجد میں جو کلمہ لکھا ہوا ہے اُس میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کی بجائے اَحْمَد رَّسُوْلُ اللّٰہ لکھا ہوا ہے اور اُس نے باقاعدہ اُس کلمے کی تصویر حاصل کی۔ اس پر اُس وقت کے اخباروں میں خبریں چھپیں۔ پمفلٹ چھپے اور تقسیم ہوئے اور ایک بڑا طوفانِ بے تمیزی برپا کیا گیا۔ قوم کے دانشمندوں کی بے حسی کی انتہا تھی کہ کوئی نہیں بولا بلکہ جو بھی بولا اس انکشاف کے حق میں ہی بولا۔ گویا ہماری قوم کی نگاہ میں یہ پکا ثبوت ٹھہرا کہ احمدیوں کا کلمہ اور ہے۔ یہ بات لکھتے ہوئے اس احساس کے تحت مجھے خود شرم محسوس ہو رہی ہے کہ کیا ہماری قوم دین کے معاملات کو سمجھنے میں اس قدر پست ذہن بھی ہو سکتی ہے۔ کسی نے نہیں پوچھا کہ یہ تو پورے افریقہ میں پھیلے ہوئے ہیں اور وہاں مختلف ممالک میں ان کی سینکڑوں اور بھی مساجد ہیں۔ پوری دُنیا میں ان کی مساجد ہیں۔ یہاں پاکستان میں ان کی سینکڑوں مساجد ہیں اور سب میں کلمہ لکھا ہوا ہے۔ اگر ان کا کلمہ اور ہے تو وہ انہوں نے پوری دُنیا میں صرف ایک ہی مسجد میں کیوں لکھ رکھا ہے؟ اَے قارئینِ کرام ذرا سوچیں تو سہی کہ کیا یہ کوئی مشکل بات ہے جس کو سمجھنے کیلئے انسان کو پہلے پی ایچ ڈی کرنی پڑتی ہے۔ لیکن قوم نہیں سمجھی اور اگر کوئی سمجھا بھی تو اس مکاری، دجل اور فریب دہی پر احتجاج نہیں کیا۔ اگر کسی کی ماں یا باپ پر کوئی جھوٹا الزام لگائے تو انسان مرنے مارنے پر تیار ہو جاتا ہے لیکن اس پاکیزہ کلمے کی آڑ میں اور اس کے نام پر فریب دیا گیا اور اب تک دیا جا رہا ہے حالانکہ پاکستان کا ایک ایک فرد جانتا ہے کہ یہ فریب ہے، دجل ہے لیکن کوئی نہیں بولتا۔ کوئی تو رجلِ رشید جاگے اور ایمانی جرأت کا مظاہرہ کر کے کہے کہ ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہم احمدیوں کو سوسال سے جانتے ہیں، ان کی کتابیں پڑھی ہیں، ان کا عمل دیکھا ہے، یہ ہمارے ساتھ بستے ہیں اور اس مشاہدے کی بنا پر یہ سچی گواہی دیتے ہیں کہ احمدیوں کا وہی کلمہ ہے جو ہمارا ہے اور جو اس کے الٹ کہتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ پاکستان میں کروڑوں ایسے مسلمان موجود ہیں جنہیں حکومت کا قانون بھی مسلمان مانتا ہے لیکن اس سچی گواہی کا اعلان کرنے والا ان میں سے شاید ایک بھی نہیں۔

احمدیوں کا ٹی وی چینل ایم ٹی اے چوبیس گھنٹے چلتا ہے اور پانچوں براعظموں میں دیکھا اور سنا جاتا ہے۔ اس کے لوگو (Logo) پر سب سے اوپر بھی احمدیوں کا کلمہ لکھا ہوا ہے۔ کیا دنیا میں کوئی ایسا عقلمند انسان بھی ہے جو یہ کہہ سکے کہ یہ انہوں نے لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے لکھا ہوا ہے؟ اَے عقلمندو کسی راہ چلتے سات آٹھ سال کے احمدی بچے کو ہی پوچھ لو کہ بیٹا کلمہ طیّبہ سناؤ۔ مولوی تو شاید یہ کہے کہ ان لوگوں نے اپنے معصوم بچوں کو بھی سکھایا ہوتا ہے کہ جب کوئی غیر پوچھے تو فلاں کلمہ سنانا ہے اور احمدی پوچھے تو دوسرا۔ ہم اس امر کا واضح طور پر اعتراف کرتے ہیں کہ اس قسم کی ''عقل'' کا ہمارے پاس کوئی توڑ نہیں۔

## مساجد، اذان اور نماز

یہ اُن دنوں کی بات ہے جب احمدیوں کو پاکستانی آئین کی اغراض کیلئے ابھی غیر مُسلم قرار نہیں دیا گیا تھا اور ان کے کلمہ طیّبہ پڑھنے، اذان کہنے، السلام علیکم کہنے، نماز و روزہ عبادات بجا لانے پر نہ تو کسی کے جذبات مجروح ہوتے تھے اور نہ ہی ان کے ایسا کرنے پر انہیں جیل اور جرمانے وغیرہ کی سزائیں سنائی جاتی تھیں۔ مجھے یاد ہے ہمارے گاؤں میں سنی اور احمدی مسلمانوں کی مساجد سے لاؤڈ اسپیکر پر یکے بعد دیگرے یا بعض اوقات بیک وقت اذان کی آواز گونجا کرتی تھی۔ یہ عمل صرف میرے ہی گاؤں میں نہیں ہوتا تھا بلکہ پاکستان بھر میں جہاں جہاں بھی احمدی آباد ہیں اسی طرح ہوتا تھا۔ پورا گاؤں سنتا تھا ہماری اذان، پورا پاکستان سنتا تھا ہماری اذانیں۔ پاکستان کے علاوہ پوری دُنیا میں آج بھی احمدی مساجد میں اذانیں گونجتی ہیں۔ اب تو ایم ٹی اے کے ذریعے پانچوں برّاعظموں میں احمدیوں کی اذانیں سنی اور دیکھی جاتی ہیں۔ پوری قوم سنتی رہی ہے اور اب بھی سُن رہی ہے کہ احمدی وہی اذان کہتے ہیں جو دوسرے سنی مسلمانوں کی ہے۔

فسادی مُلاّؤں کے فریب خوردہ مذہبی جنونی جب احمدیوں کی مساجد میں عین نماز کے دوران نہتے اور بے گناہ نمازیوں پر گولیوں کی بوچھاڑ کر کے فرار ہو جاتے ہیں تو دوسرے دن اخباروں میں اس مضمون کی خبریں چھپتی ہیں کہ قادیانی عبادت گاہ میں عبادت کرتے ہوئے قادیانیوں پر گولیوں سے حملہ جس سے اتنے قادیانی ہلاک ہو گئے اور اتنے زخمی۔ اسی مضمون کی خبریں ٹی وی پر بھی سنائی جاتی ہیں۔ بے حیائی کی اس ملک پاکستان میں شاید کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ جب ملک کے ذرائع ابلاغ کے تقویٰ کا اس قدر پست معیار ہو تو عوام کو ہم کیا دوش دیں۔

پاکستان میں سینکڑوں احمدی مساجد ہیں۔ پورا ملک جانتا ہے کہ یہ مساجد ہیں۔ دوسرے مسلمانوں کی مساجد کی طرح قبلہ رُخ اور اُسی طرز کی بنی ہوئی ہیں۔ عوام الناس نہ سہی لیکن یہ لوگ جو علاّمے اور ڈاکٹر کہلاتے ہیں بلکہ اَن پڑھ سے اَن پڑھ مُلاّں تک کم از کم اتنا تو ضرور جانتے ہیں کہ قرآن پاک میں عیسایوں کے گرجے کو بھی مسجد کا نام دیا گیا ہے اور اہلِ کتاب کی عبادت کو قرآن نے الصلوٰۃ یعنی نماز کہا ہے۔ انتہا ہے بے حسی اور خودفریبی کی کہ جانتے ہیں اور دُنیا بھر میں سب مسلمان اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور سوسالوں سے زیادہ عرصہ سے دیکھتے چلے آرہے ہیں کہ احمدی پانچ وقت قبلہ رُخ ہو کے حنفی فقہ کے مطابق مساجد میں نمازیں ادا کرتے ہیں اور نماز کے اندر وہی کچھ پڑھتے ہیں جو دوسرے پڑھتے ہیں۔ بعض فقہی اختلافات جیسے آمین اونچی آواز میں کہنا یا آہستہ، ہاتھ باندھنے یا کھلے چھوڑنے، رفع یدین وغیرہ تو ہر فرقے میں پائے جاتے ہیں۔ ورنہ احمدی بھی سُنیوں کی طرح ہی وضو کرتے ہیں، نماز میں تکبیرِ تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھ کر ثناء، تعوّذ، سورہ فاتحہ کے بعد قرآن کا کوئی حصہ پڑھ کے رکوع میں جاتے اور وہی تسبیح پڑھتے ہیں اور پھر قومہ میں تسبیح و تحمید کے وہی الفاظ پڑھتے ہیں۔ پھر دو سجدات میں بھی وہی تسبیح پڑھتے ہیں اور یوں ایک رکعت مکمل کرتے ہیں۔ پھر دوسری رکعت میں سجدات کے بعد وہی قعدہ ہے اور وہی تشہد۔ اس کے بعد وہی درود شریف اور دعائیں پڑھ کے دائیں اور بائیں سلام

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

**بقیہ: دورہ بھارت از صفحہ نمبر 16**

خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ حضور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ اس مقدس درسگاہ کے لئے ہم اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے مقبول خدمات بجالاسکیں۔ اور ماضی کی طرح ہمیشہ یہاں سے ربّانی علماء پیدا ہوتے رہیں۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقاصد کی تکمیل کے لئے ہم میں سے ہر ایک تا دم واپسی جدوجہد کی سعادت پاتا رہے۔ آمین

اس سپاسنامہ کے پیش ہونے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے طلباء سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ مَیں روایتی تقریر سے ہٹ کر آپ لوگوں سے سوال وجواب کرنے لگا ہوں۔ حضور انور نے فرمایا کہ مجھے ذہن میں نہیں تھا۔ پرنسپل صاحب کے کہنے پر یاد آیا ہے کہ جنوری 2006ء میں جامعہ احمدیہ کے قیام کو سو سال پورے ہو رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جو آخری کلاس کے طلباء ہیں وہ کھڑے ہو جائیں۔ کل 24 طلباء تھے۔ حضور نے فرمایا کہ مَیں ان میں سے ایک ایک سے بات کروں گا باقی سب طلباء کے لئے یہ کافی ہوں گے۔

حضور انور نے باری باری تمام طلباء سے مختلف امور دریافت فرمائے۔ ایک طالبعلم سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں۔ طالبعلم نے بتایا کہ یوپی سے آیا ہوں۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کہ جامعہ میں پڑھائی کے علاوہ کتنا وقت مطالعہ اور پڑھائی کے لئے دیتے ہیں؟ آج کل زیر مطالعہ کون سی کتب ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی کتاب ہے۔ تفسیر کی کوئی جلد ہے۔ دوسری جماعتی کتب ہیں؟ فرمایا: کھیل کے لئے کتنا وقت دیتے ہیں۔

ایک دوسرے طالبعلم سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ جامعہ کتنے بجے لگتا ہے۔ آپ رات کتنے بجے سو کر صبح کتنے بجے اٹھتے ہیں۔ طالبعلم نے جواب دیا کہ فجر سے دس پندرہ منٹ پہلے اٹھتا ہوں۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ نوافل کے لئے کوئی وقت نہیں ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ نوافل کے لئے روزانہ وقت ہونا چاہئے۔ حضور انور نے فرمایا: آپ آخری کلاس میں ہیں اور مربی، معلم بن کر جا رہے ہیں آپ کو بڑی باقاعدگی سے رات کو اٹھنا چاہئے اور نوافل ادا کرنے چاہئیں۔ آپ کو تو باقاعدگی سے دعائیں کرنی چاہئیں۔ اپنے لئے بھی دعا کرنی چاہئے۔

حضور نے انتظامیہ کو فرمایا کہ آپ کی ان طلباء پر توجہ ہونی چاہئے اور ان کو روزانہ نوافل ادا کرنے چاہئیں۔

پھر حضور انور نے اس طالبعلم سے دریافت فرمایا کہ کیا روزانہ اخبار پڑھتے ہیں؟ آج کے اخبار میں کیا خبر تھی؟ فرمایا مطالعہ میں کونسی کتاب ہے۔ طالبعلم نے جواب دیا کہ ''سیر روحانی'' زیر مطالعہ ہے۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کتاب کس نے لکھی ہے؟ کیا یہ تقاریر ہیں یا خطبات ہیں؟ کب شروع ہوئے، کس طرح شروع ہوئے۔ اس کتاب میں کن مضامین کا ذکر ہے؟

ایک طالبعلم سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ کہاں کے ہیں؟ اس نے بتایا کہ کیرالہ سے ہوں۔ حضور انور نے فرمایا کیا اردو زبان اچھی طرح سیکھ لی ہے؟ فرمایا: جامعہ میں آپ کو کون کون سے مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔ امتحان کب ہوتا ہے۔ بتایا گیا کہ امتحان دو سمسٹر میں ہوتا ہے اور جس حصہ کا پہلے سمسٹر میں امتحان ہو جائے وہ حصہ دوسرے سمسٹر میں نہیں آتا۔

حضور انور نے دریافت فرمایا: آپ قرآن کریم کی تفسیر میں کیا پڑھ رہے ہیں؟ فرمایا: آپ نے خامسہ میں تفسیر القرآن کے امتحان میں کتنے نمبر لئے تھے۔ کس مضمون میں سب سے زیادہ نمبر تھے اور کتنے فیصد تھے۔

حضور نے دریافت فرمایا کہ روزانہ کتنے گھنٹے مطالعہ کرتے ہیں؟۔ جو لازمی مطالعہ ہے اس کے علاوہ مزید کیا مطالعہ کرتیہیں۔ کیا تہجد کے لئے اٹھتے ہیں۔ کب اٹھتے ہیں۔ رات کتنے گھنٹے سوتے ہیں۔ کیا صبح سیر کے لئے جاتے ہیں؟

ایک اور طالبعلم سے حضور انور نے دریافت فرمایا: آپ نے گزشتہ سال کتنے فیصد نمبر لئے تھے اور کس مضمون میں زیادہ تھے؟ اس پر طالبعلم نے جواب دیا کہ یاد نہیں رہا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: اس عمر میں یاد رکھنا چاہئے۔ حضور انور نے مطالعہ کے بارہ میں دریافت فرمایا اور فرمایا روزانہ کیوں کوئی کتاب زیر مطالعہ نہیں ہے؟ فرمایا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی کتاب یا دوسری جماعتی کتب اپنے مطالعہ میں ضرور رکھیں۔

پھر حضور انور نے راجستھان سے آئے ہوئے ایک طالبعلم سے دریافت فرمایا کہ اخبار ''البدر'' کے علاوہ دوسرے کون سے اخبار پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم کی روزانہ کتنی تلاوت کرتے ہیں۔ کتنے رکوع پڑھتے ہیں۔ طالبعلم نے جواب دیا دو رکوع تلاوت کرتا ہوں۔

پھر قادیان کے ایک طالبعلم سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ گھر میں رہتے ہیں۔ صبح کب اٹھتے ہیں، کتنے نفل ادا کرتے ہیں۔ کس قدر تلاوت قرآن کریم کرتے ہیں۔ نماز ظہر کے بعد کیا کرتے ہیں پھر عصر کے بعد کیا کرتے ہیں؟ نماز مغرب کے بعد کیا مصروفیات ہیں۔ عشاء کے بعد کیا کرتے ہیں۔ کب سوتے ہیں؟

ایک طالبعلم نے بتایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جو کتب کورس میں ہیں ان کا مطالعہ کرتا ہوں۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ 'کلام' میں گزشتہ سال کتنے نمبر لئے تھے؟

حضور انور نے فرمایا کونسی کھیل کھیلتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا: جامعہ کے طلباء کے لئے اپنی گراؤنڈ ہونی چاہئے۔ اب تو آپ کے پاس یہاں زمین بھی ہے۔ جائیں اور وقارعمل کر کے گراؤنڈز بنائیں۔

حضور انور نے انتظامیہ کو ہدایت فرمائی کہ فزیکل ایجوکیشن کا استاد بھی رکھیں۔

ایک طالبعلم سے حضور نے دریافت فرمایا کہ کونسا اخبار پڑھتے ہیں۔ اس وقت دنیا کے کیا حالات ہیں؟ جماعتی کتب کے علاوہ مطالعہ میں کونسی کتاب ہے۔ اس پر طالبعلم نے جواب دیا کہ غیر احمدیوں کے رسائل پڑھتا ہوں۔ حضور انور نے دریافت فرمایا: کیا مطالعہ کے دوران نشان لگاتے ہیں کہ ان باتوں کا جائزہ لینا ہے۔ ان کے جواب سوچتے ہیں اور تیار کرتے ہیں۔ قرآن کریم سے، حدیث سے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے۔ طالبعلم نے بتایا کہ جواب تیار کئے ہیں تو اس پر حضور انور نے فرمایا کیا انتظامیہ، اساتذہ کو دکھائے ہیں؟

ایک طالبعلم سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ روزانہ کتنی نمازیں باجماعت پڑھتے ہیں۔ آج کتنی باجماعت پڑھی ہیں۔

ایک طالبعلم سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ میٹرک میں کتنے نمبر لئے تھے۔ جواب دیا 46 فیصد۔ حضور نے فرمایا: وہ طلباء ہاتھ کھڑا کریں جن کے ستّر فیصد نمبر آئے تھے۔ اور وہ طلباء بھی ہاتھ کھڑا کریں جن کے ساٹھ فیصد نمبر آئے تھے۔ اس پر زیادہ لڑکوں نے اپنے ہاتھ کھڑے کئے۔

ایک طالبعلم سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ مطالعہ کے لئے کتب کے علاوہ رسائل وغیرہ بھی پڑھتے ہیں؟

کشمیر کے ایک طالبعم نے بتایا کہ وہ ''آسنور'' سے آیا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آسنور کا پہلا نام کیا تھا؟ جس پر طالبعلم نے بتایا کہ ''ناسور'' تھا۔ حضور انور نے دریافت فرمایا: یہ نام کس نے تبدیل کیا تھا۔ جس پر طالبعلم نے بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے تبدیل فرمایا تھا۔

کیرالہ کے ایک طالبعلم سے حضور انور نے دریافت فرمایا: آپ کو کس بات کا خاص شوق ہے؟ طالبعلم نے جواب دیا کہ مضمون نویسی کا شوق ہے۔ فرمایا: مضمون کہاں شائع ہوئے ہیں۔ طالبعلم نے جواب دیا کہ اخبار 'البدر'، رسالہ مشکوٰۃ میں شائع ہوئے ہیں۔

صوبہ بنگال کے ایک طالبعلم سے حضور نے دریافت فرمایا کہ ہر سال امتحان میں پاس ہوتے رہے۔ کتنے فیصد نمبر لیتے رہے۔ کیا روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں اور کتنی کرتے ہیں۔

اڑیسہ کے ایک طالبعلم سے حضور انور نے دریافت فرمایا: موازنہ کا مضمون آپ کس طرح پڑھتے ہیں؟ کیا لیکچر سنتے ہیں یا کلاس میں ڈسکشن ہوتی ہے۔ یا مضمون وغیرہ پڑھا جاتا ہے۔

ایک طالبعلم سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ کو کون سا مضمون آسان لگتا ہے۔ طالبعلم نے جواب دیا 'کلام' اور بتایا کہ اس وقت ملفوظات کی دوسری جلد زیر مطالعہ ہے۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کیا نئی کتب کی دوسری جلد جو شائع ہوئی ہیں۔

اڑیسہ کے ایک طالبعلم سے حضور انور نے دریافت فرمایا جب سے جامعہ میں داخل ہوئے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اب تک کتنی کتب پڑھ چکے ہیں؟

اڑیسہ کے ایک طالبعلم نے بتایا کہ اسے تاریخ کا مضمون آسان لگتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں پڑھ رہا ہوں۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کیا ''سیرۃ خاتم النبیین'' پڑھی ہے؟ کس کی لکھی ہوئی ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مختلف طلباء سے مختلف امور دریافت فرمانے کے بعد فرمایا کہ اب انتظامیہ، اساتذہ، جامعہ کے طلباء اور جامعۃ المبشرین کے طلباء کی طرف سے جو سپاسنامہ پیش کیا گیا ہے اس میں آپ نے سن لیا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ اور حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمیؓ کی وفات سے فکر ہوئی اور آئندہ علماء کی تیاری کے لئے جامعہ کا قیام عمل میں آیا۔ حضور انور نے طلباء کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: آپ کو پتہ ہے کہ ان دنوں کا مقام کیا تھا۔ حضور انور نے فرمایا: حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ دینی علم رکھنے والے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دست راست تھے۔ اور بہت زیادہ خدمت گزار تھے۔ اسی طرح حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمیؓ کا مقام دیکھیں۔ کیا معیار تھا۔ ان کے منہ میں مخالفین نے گوبر ڈالا۔ آپؓ نے اس کو نعمت کہا جس پر مخالفین شرمندہ ہوئے۔

حضور انور نے فرمایا: آپ جامعہ کے طلباء اس مثال کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں۔ آپ نے اپنے علمی معیار کو بلند کرنا ہے اور قربانی کے معیار کو بلند کرنا ہے۔ اپنے تقویٰ کے معیار کو بلند کرنا ہے۔ آپ عام آدمی نہیں ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: جامعہ کا نوجوان طالبعلم جس نے شعور کی عمر کو پہنچ کر اپنے آپ کو دین کی خدمت کے لئے پیش کیا ہے اور اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی خاطر وقف کے لئے پیش کیا ہے۔ دین کا علم حاصل کرنے کے لئے پیش کیا ہے آپ کے اندر وقف کی روح ہونی چاہئے۔ قربانی کی روح ہونی چاہئے۔ علم حاصل کرنے کی لگن ہونی چاہئے۔ تقویٰ میں آگے بڑھنے اور اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش ہونی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: آپ جو واقفین زندگی ہیں کسی نے ایک سال بعد اور کسی نے دو سال بعد میدان عمل میں جانا ہے تو لوگوں کی آپ پر نظر ہوتی ہے۔ وہ یہ نہیں دیکھتے کہ یہ لڑکا کس عمر کا ہے۔ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ یہ واقف زندگی ہے مبلغ ہے۔ ہماری تربیت کے لئے مرکز نے یہاں بھیجا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: واقفین زندگی مرکز کی نمائندگی نہیں کر رہے ہوتے، خلیفۂ وقت کی نمائندگی کر رہے ہوتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: آپ میں سے ہر واقف زندگی کو سوچنا چاہئے کہ کیا مَیں وقف کے معیار حاصل کر رہا ہوں اور کیا اس معیار کو حاصل کرنے کے لئے میرے قدم آگے بڑھ رہے ہیں جس معیار کو حاصل کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جامعہ کا قیام فرمایا تھا۔

حضور انور نے فرمایا: اُن لوگوں میں علم کے حصول کی لگن تھی، مطالعہ کی لگن تھی، قرآن پڑھنے کی لگن تھی۔ ایک جذبہ تھا۔ حضور نے فرمایا یہ روح آپ کو بھی اپنے اندر پیدا کرنی ہوگی۔

حضور انور نے فرمایا: یہ جو ہفتہ میں دو نفل پڑھتے ہیں۔ یہ بچوں کو عادت ڈالنے کے لئے تو ٹھیک ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو دو نفل ہر احمدی کے لئے مقرر کئے ہیں اور یہ عام احمدی کا کم از کم معیار ہے جس نے ابھی اپنے آپ کو دین کی خدمت کے لئے، پیغام کو پہنچانے کے لئے اُس طرح پیش نہیں کیا ہوتا جس طرح آپ نے پیش کیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پہلی ایک دو کلاسز میں تو یہ برداشت کیا جا سکتا ہے لیکن بڑی کلاسز میں نہیں۔ بڑی کلاسز والوں کو روزانہ نوافل ادا کرنے چاہئیں۔

حضور نے فرمایا: یہ بات یاد رکھیں کہ بغیر دعا کے اور بغیر خدا کی طرف بڑھنے کی انسانی کوشش کے آپ وہ کامیابی حاصل نہیں کر سکتے جو حاصل کرنا ہمارا مقصد ہے۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ: ''مقصود میرا پورا ہو اگر مل جائیں مجھے دیوانے دو''۔ حضور نے فرمایا آپ کو دیوانے بننا پڑے گا۔

حضور نے فرمایا: پھر تلاوت قرآن کریم ہے۔ ایک دو رکوع تو عام آدمی پڑھ لیتا ہے۔ دنیادار آدمی پڑھ لیتا ہے۔ سکول میں جانے والے بچے پڑھ کر جاتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ آپ کو روزانہ نصف پارہ تو ضرور پڑھنا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: جب آپ تلاوت قرآن کریم کریں تو ترجمہ وتفسیر آپ کے سامنے ہوگی۔ نئے نئے نکات آپ کے ذہن میں آئیں گے۔ اس لئے تلاوت قرآن کریم لازمی ہونی چاہئے۔ یہی امید کی جاتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: پھر نمازیں ہیں۔ یہ تو بنیادی


MOT

Cars: £38 Vans: £40

Servicing, Tyres & Exhausts.

Mechanical Repairs

All Makes & Models

Rutlish Auto Care Centre

Rutlish Road

Wimbledon - London

Tel: 020 8542 3269

چیز ہے۔ایک عام احمدی سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ پانچوں نمازیں پڑھنے والا ہو۔اور آپ تو نہ صرف پانچوں نمازیں بلکہ باجماعت نمازیں پڑھنے والے ہونے چاہئیں۔ بلکہ پوری توجہ سے نمازیں پڑھنے والے ہونے چاہئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: پس ہمیشہ ان بزرگوں کو ذہن میں رکھیں۔ ایک ٹارگٹ آپ کو مقرر کرنا پڑے گا اور ٹارگٹ وہی ہے جو آپ کو دیا گیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: علمی لحاظ سے مجھے علم ہے کہ لیکچر/سیمینار ہوتے ہیں۔ عنوان دے کر باقاعدہ لیکچر ہونے چاہئیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جامعہ کا باقاعدہ 'شاہد' کا امتحان ہوا کرے گا۔ مقالہ لکھا جایا کرے گا۔صحابہ کرامؓ ہیں، ان پر لکھا جایا کرے گا۔پھر اور عناوین بھی دئے جاسکتے ہیں۔

حضور نے فرمایا: جامعۃ المبشرین میں سال میں کم از کم چار سیمینار ہونے چاہئیں، ان کے معیار کے مطابق۔

حضور نے فرمایا: پھر مطالعہ ہے۔ پڑھائی کے علاوہ مطالعہ ہونا چاہئے۔آپ کو خدا نے موقع دیا ہے کہ دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔دنیا کی دوسری یونیورسٹیوں میں پڑھنے والے طلباء 12 سے 14 گھنٹے تک پڑھتے ہیں۔اسی وجہ سے دنیاوی لحاظ سے بلند مقام تک پہنچے ہوئے ہیں۔آپ نے بھی اُس بلند مقام تک پہنچنا ہے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام دیکھنا چاہتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: پس یہ مثالیں قائم کرنی پڑیں گی اور قائم کرنی چاہئیں۔ پرانے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کے لئے اور نئے آنے والوں کے لئے نمونہ بننے کے لئے۔حضور انور نے فرمایا کہ جامعہ کے قیام پر سو سال پورے ہوئے ہیں تو اب نئے عزم کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ سونے سے پہلے کوئی کتاب پڑھ کر سونا چاہئے۔ فرمایا: بہتر ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی کتاب زیر مطالعہ رکھیں اور کچھ صفحات پڑھ کر سوئیں۔سونے سے پہلے آخری پندرہ بیس منٹ میں پڑھ لیں۔

حضور انور نے فرمایا: آپ کے لئے کھیل ضروری ہے، ورزش ضروری ہے۔

حضور نے فرمایا: اس عمر میں آپ طالبعلم کی حیثیت سے ماحول کو دیکھتے ہیں کہ آپ کی عمر کے لوگ مالی لحاظ سے آپ سے بہتر ہیں۔حضور نے فرمایا: کبھی آپ میں یہ احساس نہیں ہونا چاہئے کہ یہ پڑھائی کر کے مالی لحاظ سے ہم سے بہتر ہیں۔خدا تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ مالی ضروریات پوری کروں گا۔آپ میں تقویٰ ہونا چاہئے۔آپ دعائیں کر کے اور اپنے تقویٰ کے معیار کو بڑھا کر بہترین مربی بن سکیں گے۔تربیت کر سکیں گے اور جماعت کی خدمت کر سکیں گے۔خدا کرے آپ ہر لحاظ سے اپنے معیار اونچے کرنے والے ہوں۔آمین

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب سات بج کر پچپن منٹ تک جاری رہا۔اس کے بعد جامعہ احمدیہ اور جامعۃ المبشرین کے طلباء نے کلاس وائز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔حضور انور نے ازراہ شفقت ان تمام طلباء کو قلم عطا فرمائے جن کو اس سے قبل قلم نہیں ملے تھے۔آٹھ بج کر پچاس منٹ پر تصاویر کا پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔

نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد مبارک تشریف لاکر مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

## 13/جنوری 2006ء بروز جمعۃ المبارک:

صبح چھ بج کر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد اقصیٰ'' تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔نماز فجر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔صبح حضور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتر امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

آج جمعۃ المبارک کا دن تھا۔سوا ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد اقصیٰ تشریف لے جا کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔حضور انور کا یہ خطبہ جمعہ MTA پر Live نشر ہوا۔

### خطبہ جمعہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد ،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۃ الجمعہ کی آیت نمبر 4 کی تلاوت کی اور فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں آپ کے صحابہ نے تمام برائیوں سے توبہ کر لی۔ ہر قسم کے فسق وفجور، چوری، زنا، قمار بازی ،جھوٹ، شراب نوشی اور قتل وغارت کی عادتیں ان سے اس طرح غائب ہوگئیں کہ گویا ان میں تھیں ہی نہیں۔ نہ صرف یہ بری عادتیں ختم ہوگئیں بلکہ اعلیٰ اخلاق اور نیکیاں بجا لانے میں مسابقت کی دوڑ شروع ہوگئی۔عبادات میں عبادات میں مشغولیت اور قربانی کی ایسی روح پیدا ہوگئی کہ کوئی پہچان نہیں سکتا تھا کہ یہ وہی لوگ ہیں جو کچھ عرصہ پہلے اس سے بالکل الٹ تھے۔ اُن لوگوں کا مطلوب ومقصود صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور ان سے عشق ومحبت میں فنا ہونا رہ گیا تھا۔ ان کے عشق ومحبت کی ایسی مثالیں بھی تھیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے پانی کو بھی نیچے نہیں گرنے دیتے تھے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ''مَیں دیکھتا ہوں کہ میری بیعت کرنے والوں میں دن بدن صلاحیت اور تقویٰ ترقی پذیر ہے اور صدق سے بھری ہوئی روحیں مجھے خدا نے عطا کی ہیں۔حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند صحابہ کے پاکیزہ نمونوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ بیعت کے نتیجہ میں ان کی زندگیوں میں انقلاب عظیم پیدا ہوگیا۔

مالیر کوٹلہ کے حضرت نواب محمد علی خان صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا کہ مالیر کوٹلہ کے رئیس تھے۔ان میں گو نیکی تو پہلے بھی تھی لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت نے اس کو مزید صیقل کیا اور چمکایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے بارہ میں تحریر فرمایا کہ قادیان میں جب وہ ملنے کے لئے آئے تھے تو مَیں انہیں دیکھتا رہا ہوں کہ التزام ادائے نماز میں ان کو خوب اہتمام ہے اور صلحاء کی طرح توجہ اور شوق سے نماز پڑھتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت نواب صاحب نے اپنے بھائی کو لکھا کہ مَیں مالیر کوٹلہ کو الوداع کر کے قادیان ہجرت کر کے آگیا ہوں۔ اب میرا واپس آنا محال ہے۔ اب ہم جس شخص کے پروانے ہیں اس سے الگ کس طرح ہو سکتے ہیں۔مَیں یہاں خدا تعالیٰ کی خاطر آیا ہوں۔اللہ تعالیٰ ہماری برادری اور کوٹلہ والوں کو سمجھ دے کہ ہم سب کا مرنا جینا اللہ تعالیٰ کے لئے ہو جائے۔ ہماری شرائط بیعت میں سے ایک یہ شرط ہے کہ مَیں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا۔ یہاں میرا ایمان جوں جوں بڑھتا جاتا ہے دنیا ہیچ ہوتی چلی جاتی ہے۔حضور نے فرمایا کہ یہ پاک تبدیلی اور دین کو دنیا پر مقدم کرنا۔ان کی نسل کو بھی چاہئے کہ ان کے نقش قدم پر چلیں۔

حضور انور نے حضرت منشی ظفر احمد صاحب کے بارہ میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ میں ہی ہے تحریر فرمایا کہ یہ جوان صالح، کم گو اور خلوص سے بھرا دقیق فہم آدمی ہے۔ استقامت کے آثار وانوار اُس میں ظاہر ہیں۔وفاداری کی علامات اور امارات اس میں پیدا ہیں۔ ثابت شدہ صداقتوں کو خوب سمجھتا ہے اور ان سے لذت اٹھاتا ہے۔ اللہ اور رسول سے سچی محبت رکھتا ہے۔

حضور انور نے منشی عبدالرحمٰن صاحب کپورتھلوی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ انہیں روزنامچہ لکھنے کی عادت تھی۔روزنامچے کی پڑتال کرتے ہوئے کوئی 40 سال قبل کا ایک واقعہ درج تھا منشی صاحب نے ایک غیر احمدی سے مل کر ایک معمولی سی تجارت کی تھی اس کے نفع میں سے برروئے حساب 40 روپے کے قریب منشی صاحب کے ذمہ نکلتے تھے۔آپ نے یہ رقم حقدار کے نام بذریعہ منی آرڈر بھجوا دی تا رسید بھی حاصل ہو جائے۔ وہ شخص احمدی نہیں تھا۔منی آرڈر وصول ہونے کے بعد وہ اپنی مسجد میں گیا اور لوگوں سے کہا تم احمدیوں کو برا تو کہتے ہو لیکن یہ نمونے بھی تو دکھاؤ۔40 سال کا واقعہ ہے اور خود مجھے بھی یاد نہیں کہ میری کوئی رقم ان کے ذمے نکلتی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت منشی اروڑے خان صاحبؓ سے کسی نے پوچھا کہ بابا ملازمت کے دوران کبھی رشوت بھی لی ہے۔تو آپؓ نے فرمایا کہ جس دیانت داری اور امانت سے مَیں نے نوکری کی اور نجاستوں سے اپنے دامن کو بچایا اگر ان کو سامنے رکھ کر دعا کروں تو ایک تیر انداز کا تیر خطا جاسکتا ہے لیکن میری دعا خطا نہ ہوگی۔

حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعدد صحابہؓ کی سیرت کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ واقعات اس لئے تاریخ میں محفوظ ہیں تا کہ پتہ چلے کہ تمہارے بزرگ کس طرح اصلاح نفس کیا کرتے تھے۔اور بیعت کے بعد اخلاص ووفا کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والے تھے۔تم بھی جو مسیح موعود کی جماعت میں داخل ہوا ان کے نقش قدم پر چلو۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے فرمایا کہ تین چار روز تک بھارت سے روانگی ہے۔ دعا کریں خیر وعافیت سے سفر گزرے اور قادیان میں رہنے کے دوران جو برکات ہم نے حاصل کی ہیں اور اس کے فضلوں کے نظارے جو ہم نے دیکھے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان کو جاری رکھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطبہ جمعہ اڑھائی بجے تک جاری رہا۔خطبہ جمعہ کے بعد حضور انور نے نماز جمعہ کے ساتھ نماز عصر بھی جمع کر کے پڑھائی۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قادیان کی سرزمین میں MTA پر Live نشر ہونے والے خطابات اور خطبات بھی احمدیت کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان ہیں۔

مسجد اقصیٰ قادیان میں پہلی دفعہ 7/جنوری 1938ء کو لاؤڈ سپیکر لگا۔حضرت مصلح موعودؓ نے اس دن خطبہ جمعہ میں فرمایا:

''اب وہ دن دور نہیں کہ ایک شخص اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا ساری دنیا میں درس وتدریس پر قادر ہوگا۔ابھی ہمارے حالات ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتے۔ ابھی ہمارے پاس کافی سرمایہ نہیں اور ابھی عملی دقتیں بھی ہمارے راستے میں حائل ہیں۔لیکن اگر یہ دقتیں دور ہو جائیں اور جس رانگ میں اللہ تعالیٰ ہمیں ترقی دے رہا ہے اور جس سرعت سے ترقی دے رہا ہے اس کو دیکھتے ہوئے سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قریب زمانہ میں ہی یہ تمام دقتیں دور ہو جائیں گی۔تو بالکل ممکن ہے کہ قادیان میں قرآن اور حدیث کا درس دیا جا رہا ہوں اور جاوا کے لوگ اور امریکہ کے لوگ اور انگلستان کے لوگ اور فرانس کے لوگ اور جرمنی کے لوگ اور آسٹریلیا کے لوگ اور ہنگری کے لوگ اور عرب کے لوگ اور مصر کے لوگ اور ایران کے لوگ اور اسی طرح تمام ممالک کے لوگ اپنی اپنی جگہ وائر لیس سیٹ لئے ہوئے وہ درس سن رہے ہوں۔یہ نظارہ کیا ہی شاندار ہوگا اور کتنے ہی عالیشان انقلاب کی یہ تمہید ہوگی کہ جس کا تصور کر کے بھی آج ہمارے دل مسرت وانبساط سے لبریزہ جاتے ہیں''۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے قادیان کی سرزمین سے یہ پیشگوئی لفظاً لفظاً اور حرفاً حرفاً بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی۔

مسجد اقصیٰ کے جس محراب میں کھڑے ہو کر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 7/جنوری 1938ء کو خطبہ جمعہ میں فرمایا تھا کہ بالکل ممکن ہے کہ قادیان قرآن وحدیث کا درس دیا جا رہا ہو اور دوسرے ممالک کے لوگ اپنی اپنی جگہ وائر لیس سیٹ لئے ہوئے وہ درس سن رہے ہوں۔آج 68 سال کے بعد اسی محراب میں کھڑے ہو کر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور قادیان کی سرزمین سے خطابات فرمائے جو ایم ٹی اے کے ذریعہ ساری دنیا میں سنے گئے۔قادیان کی سرزمین سے نشر ہونے والا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ہر خطاب اور خطبہ جمعہ خلافت احمدیہ کی صداقت پر ایک عظیم الشان گواہ ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔

## حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے آبائی قبرستان کا وزٹ

چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور پروگرام کے مطابق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آبائی قبرستان جانے کے لئے روانہ ہوئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قدیم آبائی قبرستان قادیان کے مغرب کی طرف واقع ہے۔اسی قبرستان میں حضورؑ کی والدہ صاحبہ حضرت چراغ بی بی صاحبہ کی قبر ہے جن کی وفات 1868ء میں ہوئی تھی۔ جب کبھی حضورؑ ان کا ذکر فرماتے تو آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے تھے۔حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ کا چشم دید بیان ہے کہ حضور علیہ السلام ایک مرتبہ سیر کی غرض سے اپنے پرانے خاندانی قبرستان کی طرف نکل گئے۔راستہ سے ہٹ کر آپؑ ایک جوش کے ساتھ اپنی والدہ صاحبہ کے مزار پر آئے اور اپنے خدام سمیت لمبی دعا فرمائی اور چشم پُرآب ہوگئے۔

اس آبائی قبرستان میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پردادا حضرت مرزا گل محمد صاحب اور پڑدادی اہلیہ مرزا گل محمد صاحب ،حضور کے دادا مرزا عطا محمد صاحب اور دادی اہلیہ عطا محمد صاحب اور حضور کے چچا مرزا غلام حیدر صاحب، مرزا غلام محی الدین صاحب اور حضور کی ہمشیرہ مراد بی بی صاحبہ اور جب بی بی صاحبہ مدفون ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بھائی مرزا غلام قادر صاحب بھی اسی قبرستان میں مدفون ہیں اور ان کی قبر والدہ

کی قبر کے ساتھ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قبرستان تشریف لاکر دعا کی اور منتظمین سے مختلف قبروں کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ یہ قبرستان اس وقت ایک ہندو کی زمین میں ہے اور اس کی ملکیت میں ہے۔ حضور انور نے منتظمین کو ہدایت فرمائی کہ جائزہ لیں کہ کس طرح اس کو واپس حاصل کیا جاسکتا ہے۔

اسی قبرستان کے قریب مقامی عیدگاہ تھی۔ اب یہ جگہ بطور عیدگاہ متروک ہوچکی ہے۔ لیکن عیدگاہ کا پرانا بوسیدہ محراب اب بھی موجود ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس عید گاہ میں تشریف لاکر نماز عید پڑھائی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ عیدگاہ بھی دیکھی۔

یہاں سے فارغ ہوکر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ''نور ہسپتال قادیان'' کی نئی عمارت کے افتتاح کے لئے روانہ ہوئے۔ راستہ میں حضور انور کچھ دیر کے لئے Parmjeet Singh Bhatia صاحب، اے ایس آئی (ASI) کے گھر ان کی درخواست پر تشریف لے گئے۔ موصوف حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی قادیان آمد سے لے کر اب تک مسلسل حکومتی انتظامیہ کی طرف سے حضور انور کے ساتھ سیکورٹی ڈیوٹی پر متعین ہیں۔ حضور انور نے ازراہ شفقت ان کے گھر کے مختلف حصوں کا معائنہ فرمایا اور اہل خانہ نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

## نور ہسپتال کی نئی عمارت کا افتتاح

پانچ بج کر پچپن منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی نور ہسپتال تشریف آوری ہوئی۔ ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر طارق احمد صاحب نے اپنے سٹاف اور انتظامیہ کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا۔

افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعدازاں حضور انور کے ارشاد پر بکری عبیدی صاحب مبلغ تنزانیہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام ''حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی'' کے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔

اس کے بعد حضور انور نے ہسپتال کی Lobby میں نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔ اس تقریب میں جماعتی عہدیداران اور درویشان قادیان بھی موجود تھے۔ سبھی مہمانوں کی خدمت میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

ہسپتال کی اس افتتاحی تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ دار المسیح واپس آتے ہوئے راستہ میں کچھ دیر کے لئے مکرم صالح الدین صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔

## فیملی وانفرادی ملاقاتیں

پانچ بج کر بیس منٹ پر حضور انور واپس دار المسیح اپنے دفتر میں تشریف لائے جہاں پروگرام کے مطابق فیملی وانفرادی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج بنگلہ دیش اور البانیہ کے علاوہ ہندوستان کی گیارہ جماعتوں آسنور، کرناٹک، Haripurigam، Yaripura، چنائی، Ogam، Bansra، سرینگر، ہریانہ، سہارنپور اور قادیان کی 58 فیملیز کے 504 افراد نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا اور حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام ساڑھے سات بجے تک جاری رہا۔

ملاقاتوں کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد مبارک تشریف لاکر مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

بقیہ :
قوم کی بے حسی اور خود فریبی کی انتہا
از صفحہ نمبر 10

پھیر کے دو رکعات مکمل کرتے ہیں۔ وہی نمازوں کے اوقات، اُتنی ہی سُنتیں اور اُتنے ہی فرض پڑھتے ہیں۔ اور نماز کے متعلق احمدیوں کی کتب شائع شدہ ہیں جن میں یہ ساری تفصیلات اور متعلقہ مسائل درج ہیں۔

ہمیں قوم کے لوگوں سے صرف اتنا پوچھنا ہے کہ کیا تم اتنی گواہی نہیں دے سکتے کہ احمدی دوسرے سُنّی مسلمانوں کی طرح ہی اذان کہتے ہیں؟ کیا کوئی ہے جو کہے کہ ہم احمدیوں کو نسلوں سے جانتے ہیں، اُن کی مسجد ہماری گلی میں ہے۔ وہ ہماری مسجد کی طرح مسجد ہی ہے اور اُس میں ہم نے اُن کو ہزاروں دفعہ نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ ہم نے اُن کی نماز کی کتابیں پڑھی ہیں اور اس بنا پر ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ لوگ وہی نماز پڑھتے ہیں جو دوسرے سنّی مسلمان پڑھتے ہیں۔ اگر پوری کی پوری قوم کی اخلاقی موت واقع ہوچکی ہے اور کوئی یہ سچی گواہی نہیں دے سکتا تو اسی کو تو کہتے ہیں کہ وہ کان رکھتے ہیں پر سنتے نہیں اور آنکھیں رکھتے ہیں مگر دیکھتے نہیں۔

## روزے

یہی حال رمضان کے روزوں کے متعلق ہے۔ ابھی حال ہی میں رمضان گزرا ہے۔ احمدی مسلمان اپنے آغاز سے یعنی 1889ء سے اس مبارک مہینہ کے روزے رکھتے چلے آرہے ہیں۔ وہی سحری اور وہی افطاری اور روزہ رکھنے اور کھولنے کی وہی دعائیں۔

پاکستان سمیت پوری دُنیا میں آج بھی احمدیہ مساجد میں ہمیشہ کی طرح نمازِ تراویح ہوتی ہے اور جہاں حفاظ کرام موجود ہوں قرآنِ پاک کا دور مکمل ہوتا ہے۔ احمدی مسلمان اس مبارک مہینہ میں کثرت سے قرآنِ پاک کی تلاوت کرتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ اس مہینے میں اس کا کم ازکم ایک دور مکمل کریں۔ احمدی کل کی طرح آج بھی اُسی طرح رمضان المبارک کے روزے رکھتے ہیں اور تم اَے حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کہلانے کا دعویٰ کرنے والو اس بات کے عینی گواہ ہو۔

## زکوٰۃ اور حج

زکوٰۃ بھی احمدی دیتے ہیں اور اس کا نصاب بھی وہی ہے جو اسلام نے مقرر کیا ہے لیکن احمدیوں کا آسمانی امام سے وابستگی کے باعث ایک مضبوط مالی نظام ہے جس کے نتیجہ میں یہ زکوٰۃ مستحقین تک پہنچتی ہے اور جماعت کا ایک ایک فرد اس نظام پر اعتماد اور یقین رکھتا ہے۔ حج بھی وہی ہے اور مناسکِ حج بھی وہی۔ یہ درست ہے کہ احمدیوں کو حج سے جبراً روکا جاتا ہے لیکن یہ لوگ پوری دُنیا سے ہر سال ہزاروں کی تعداد میں بیت اللہ کے حج کیلئے بھی جاتے ہیں اور عمرہ کے لئے بھی اور احمدیوں کو جاننے والے لاکھوں افراد اس بات کے گواہ ہیں کہ احمدی مکہ مکرمہ میں موجود بیت اللہ ہی کا حج کرتے ہیں۔

## قرآنِ مجید

بعض مُلّاں سادہ لوح لوگوں کو یہ مغالطہ دینے کی کوشش بھی کرتے ہیں کہ احمدیوں کا قرآن بھی اور ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہزاروں ہزار ایسے احمدی مسلمان مرد اور خواتین ہیں جنہوں نے دوسرے مسلمانوں کو اور اُن کے بچوں کو قرآن سکھایا ہے۔ انہیں علم ہے کہ احمدیوں کا کوئی اور قرآن نہیں ہے اور اَلْـحَـمْـدُ کی الف سے لے کر وَالنَّاس کی سین تک کہیں ایک نقطے کا بھی فرق نہیں اور نہ ہوسکتا ہے۔ احمدی مسلمان اپنے بچوں کو اُسی طرح قاعدہ یسرنا القرآن سے قرآن پڑھنا سکھاتے ہیں جس طرح کہ دوسرے مسلمان بلکہ جماعت احمدیہ کا شائع کردہ قاعدہ یسرنا القرآن ایک سو سال سے ایسا مقبولِ عام ہے کہ بہت سے دوسرے مسلمان بھی اسی سے اپنے بچوں کو قرآن پڑھنا سکھانا پسند کرتے ہیں۔ احمدی مسلمان قرآنِ پاک کا پہلا دور مکمل کرنے پر اپنے بچوں کی تقاریب آمین منعقد کرتے ہیں۔ حُسنِ قراءت کے مقابلے ہوتے ہیں۔ احمدی اُسی طرح قرآنِ کریم حفظ کرتے ہیں جس طرح کہ دوسرے۔ احمدی اسی کی تلاوت کرتے ہیں اور یہی ان کا دستور العمل ہے۔ پوری دُنیا میں سب سے بڑھ کر قرآنِ کریم کی اشاعت کرتے ہیں اور دُنیا کی مختلف زبانوں میں اس کے تراجم کراتے ہیں۔ رمضان المبارک میں درسِ قرآن ہوتا ہے اور کلامِ الٰہی کی تفسیر بیان کی جاتی ہے۔ یہ بات بھی اُن مشاہدات میں سے ایک ہے جس کا قوم کا ہر فرد عینی گواہ ہے اور اب تو مُسلم ٹیلیویژن احمدیہ کے ذریعے بھی دیگر تمام امور کی طرح اس کے بارے میں بھی اتمام حجت ہو چکی ہے اور کسی کی مجال نہیں کہ انکار کرسکے۔

یہ تو اُن خود فریبیوں کی تفصیل ہے جو ارکانِ اسلام اور قرآن سے متعلق ہے۔

علاوہ ازیں ہم احمدی اُسی طرح چھ ارکانِ ایمان کو بھی مانتے ہیں جس طرح دوسرے مسلمان۔ اللہ پر ایمان، اُس کے فرشتوں پر ایمان، اُس کی کتابوں پر ایمان، اُس کے رسولوں پر ایمان، یومِ آخرت پر ایمان اور تقدیر پر ایمان۔ یہ سب وہ امور ہیں جن پر دینِ اسلام کی بنیاد ہے۔ جو شخص بھی ان کو مانتا اور ان کے مطابق عمل کرتا ہے اُسے ہی تو مسلمان کہتے ہیں۔ اب بھلا کوئی رجلِ رشید کسی مُلّاں سے پوچھے کہ دُنیا میں کوئی ایسا انسان بھی ہے جو اسلام کے بیان کردہ ارکان اسلام اور ارکانِ ایمان کو مانتا ہو، قرآن کو اپنا دستور العمل قرار دیتا اور اِن سب کے مطابق عمل بھی کرتا ہو لیکن وہ ہو بھی غیر مُسلم؟

افسوس ہے کہ پوری کی پوری قوم بے حسی کی انتہا کو پہنچ چکی ہے اور حقیقت کو دیکھ کر بھی اس کے اعتراف کی جرأت مفقود ہوچکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ ﴿فَاِنَّهَا لَا تَعۡمَى الۡاَبۡصَارُ وَلٰكِنۡ تَعۡمَى الۡقُلُوۡبُ الَّتِىۡ فِى الصُّدُوۡرِ﴾ (الحج: 47) یعنی ان کی آنکھیں تو اندھی نہیں ہیں لیکن وہ دل اندھے ہوچکے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

❁❁❁❁❁

## خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔


# The British Government & Jihad

An English translation of the Urdu booklet
"Government Angreizi aur Jihad"
by: Hadrat Mirza Ghulam Ahmad[as], The Promised Messiah and Imam Mahdi
First published in UK in 2006- Published by: Islam International Publication Ltd.

** What is Jihad and why was Islam forced to resort to defending itself in its early history?

** Why have mistaken notions about jihad taken root in the minds of some Muslim groups and what part have Muslim clerics and Christian priests played in this process?

** Is it legitimate for a Muslim to revolt against a government that maintains law and order and permits religious freedom?

These questions, which have become the focus of worldwide attention today, were answered over one hundred years ago with God-given guidence and understanding by the man who claimed to be the Promised Messiah.

## گورنمنٹ انگریزی اور جہاد

یہ رسالہ اردو زبان میں 22 مئی 1900ء کو شائع ہوا۔ اس رسالہ میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقت جہاد اور اس کی فلاسفی پر روشنی ڈالی ہے اور قرآن وحدیث کی روشنی میں بتایا ہے کہ اوائل اسلام میں مسلمانوں کو بحالت مجبوری جو جنگیں کرنی پڑیں وہ محض وقتی اور مدافعانہ اور مذہبی آزادی قائم کرنے کے لئے تھیں۔ ورنہ اسلام سے بڑھ کر صلح وآشتی اور امن وسلامتی کا علمبردار اور کوئی مذہب نہیں ہے۔ اس عظیم الشان تصنیف کا انگریزی ترجمہ پہلی بار مارچ 2006ء میں طبع ہوا ہے۔

اس زمانہ میں جبکہ بدقسمتی سے بعض نام نہاد مسلمانوں کے نامناسب طرز عمل کی وجہ سے مغربی دنیا میں بالخصوص جہاد کے حوالہ سے اسلام کے خلاف غلط فہمیاں پھیلائی جارہی ہیں اور اسلام کو نعوذ باللہ ایک دہشت گرد مذہب قرار دیا جارہا ہے۔ یہ رسالہ انہیں حقیقت جہاد سے آگاہ کرنے کے لئے بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔

آپ یہ کتاب خود بھی پڑھیں اور اپنے مسلم اور غیر مسلم دوست احباب کو بھی پڑھنے کے لئے دیں۔

امراء ممالک سے درخواست ہے کہ اس کتاب کے حصول کے لئے اپنے آرڈرز وکالت اشاعت لندن کو بھجوائیں۔

(ایڈیشنل وکیل الاشاعت۔ لندن)

# الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کے لئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

## نومبائعین کی دین کی خاطر ایثار وقربانی

بعض نومبائع افراد کے دین کی خاطر ایثار وقربانی کے بعض واقعات روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۴/فروری ۲۰۰۵ء میں مکرم سلطان احمد صاحب ظفر کے قلم سے شامل اشاعت ہیں۔ یہ افراد اب جامعۃ المبشرین قادیان کے طلبہ ہیں۔

☆ مکرم ماجد حسین صاحب ابن عبد اللطیف صاحب آف جموں نے بیان کیا کہ مَیں میٹرک پاس کرنے کے بعد راج مستری کا کام کرتا تھا۔ دسمبر 2000ء کو چمبہ (ہماچل پردیش) میں اپنے رشتہ داروں سے ملاقات کی غرض سے گیا جہاں جماعت کے دو معلمین سے ملاقات ہوئی تو صداقت آشکار ہونے پر قبول احمدیت کی سعادت ملی۔ معلمین کی تحریک پر زندگی وقف کر کے جامعۃ المبشرین میں داخلہ لیا۔ جون 2001ء کو موسمی تعطیلات میں اپنے گھر جموں گیا۔ پورا خاندان کٹر جماعت اسلامی سے تعلق رکھتا ہے۔ انہیں میرے قبولِ احمدیت کا علم ہوا تو پہلے اپنے طور پر جماعت سے منحرف کرانے کی کوشش کی۔ جب ایک دو دن بعد قادیان آنے والا تھا کہ والدین نے گھر پر چند مخالفین کو بلا لیا جنہوں نے خاکسار کو جماعت احمدیہ کے خلاف بہت سی غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کی۔ جب خاکسار نہ مانا تو میرے والد صاحب نے دھوکے سے مجھے دوسرے کمرے میں بلا کر بند کر دیا اور پندرہ دن محبوس رکھا۔ پھر مجھے چھوڑا گیا لیکن سخت نگرانی کی جاتی رہی۔ ایک دن موقعہ پا کر خاکسار بھاگ کر قادیان آ گیا۔ اگلے سال جب موسمی تعطیلات میں گھر نہ پہنچا تو میرے والد صاحب میرے ماموں کو ساتھ لے کر قادیان آئے۔ لنگر میں ایک رات قیام کیا لیکن مخالفت اور نفرت کا یہ عالم تھا کہ لنگر خانہ سے پانی تک نہ پیا۔ وہ مجھے بار بار گھر چلنے کے لئے کہتے رہے۔ یہ بھی کہا کہ تم کو نہیں روکیں گے۔ مجھے یقین تھا کہ یہ ان کا بہانہ ہے اور سابقہ تجربہ سے بھی میں نے سبق حاصل کر کے جانے سے انکار کر دیا۔

☆ مکرم عبد الخالق صاحب ابن کاظم الدین آسامی نے بیان کرتے ہیں کہ میں نے جولائی 2001ء میں بیعت کی۔ میرے بھائیوں نے میری شدید مخالفت شروع کر دی اور بالآخر مجھے میرے مکان سے نکال دیا ہم تین بھائیوں کی 80 بیگہ زمین تھی۔ مجھے اس سے بھی بے دخل کر دیا اس پر میں زندگی وقف کر کے قادیان جامعۃ المبشرین میں پڑھنے کے لئے آ گیا۔ یہاں پہنچنے پر میری بیوی نے مجھے اطلاع دی کہ میرے بھائیوں نے اس کو بھی مار پیٹ کر کے گھر سے نکال دیا ہے۔ اس پر میں پندرہ دن کی چھٹی لے کر آسام گیا تا اپنی اہلیہ اور بچوں کو لے آؤں جب میں اپنے سسرال پہنچا تو میرے بہن بھائیوں نے مجھے پکڑ کر کمرہ میں بند کر دیا اور میرا واپسی کا ریزرویشن کینسل کرا دیا۔ دس دن بعد میں کسی طرح اپنے گھر سے نکل بھاگا اور اپنے بچوں کو لے کر پندرہ کلومیٹر پاپیادہ چل کر راتوں رات اسٹیشن پہنچا اور اپنی فیملی کو لے کر قادیان آ گیا۔ اب فیملی کے ساتھ قادیان میں مقیم ہوں۔ میری اہلیہ کو بھی اُس کے والدین نے کہا ہے کہ اب تُو ہماری بیٹی نہیں ہے۔

☆ مکرم امجد علی ابن محمد رمضان آسامی نے بیان کیا کہ میں انٹر پاس ہوں۔ اکتوبر 2000ء میں بیعت کی۔ گاؤں والوں کو خبر پہنچی تو انہوں نے میرے والد صاحب کو بلایا کہ تمہارا بیٹا قادیانی یعنی کرسچن ہو گیا ہے۔ ہمارے علاقہ میں اب تک کسی کو یہ جرأت نہیں ہوئی یا تو وہ توبہ کرے ورنہ اسے گاؤں سے نکال دو، اگر گھر میں رکھو گے تو ہم تم سب کو نکال دیں گے۔ میں نے منت سماجت کی کہ مجھے دو ماہ تک رہنے دیا جائے لیکن کسی نے نہ سنی۔ میں اپنی اہلیہ اپنی پھوپھی کے گھر چھوڑ آیا تھا اور اگلی موسمی تعطیلات میں جا کر اپنی فیملی کو بھی قادیان لے آیا۔

☆ مکرم سجاد احمد صاحب ابن عبد اللطیف صاحب آف کلکتہ نے بتایا کہ میں نے انٹر پاس کر کے طبّی سرٹیفیکیٹ حاصل کیا اور میں UP میں چھ سال پریکٹس کرتا رہا ہوں۔ خدا کے فضل سے ماہانہ نو دس ہزار روپے آمد ہوتی تھی۔ خاکسار نے احمدیت کے مخالفین کی کتب پڑھی ہوئی تھیں۔ چنانچہ معلم وقف جدید سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان کی دل کھول کر مخالفت کی۔ ایک بار مجھے کتاب ''دینی نصاب برائے نومبائعین'' ملی تو اس کو پڑھ کر میری بہت سی غلط فہمیاں دُور ہو گئیں اور میں نے اپنے طور پر لوگوں کو احمدیت کی تبلیغ شروع کر دی اور آہستہ آہستہ ایک خاصی جماعت تیار کر کے انہیں تحقیق حق کی غرض سے قادیان جلسہ سالانہ پر چلنے کو آمادہ کیا۔ چنانچہ خاکسار معلم وقف جدید کے تعاون سے دو بسیں بھر کر قادیان لایا۔ یہاں آ کر 2000ء میں بیعت کر کے احمدیت قبول کر لی اور ساتھ ہی دینی تعلیم کے حصول کے لئے جامعۃ المبشرین میں داخلہ لیا۔ پچھلے سال جب موسمی تعطیلات میں اپنے گھر گیا تو چونکہ میں نے اپنے گھر والوں کو اپنی قبول احمدیت کی اطلاع دی ہوئی تھی اور کتب بھی بھجوائی تھیں، انہوں نے حق شناخت کرنے کی بجائے خاکسار کی شدید مخالفت کی، مجھے زدوکوب کر کے گھر سے نکال دیا۔ میں اپنی بیوی اور تین بچوں کے ساتھ اپنے سسرال گیا تو انہوں نے بھی شدید مخالفت کی اور میری اہلیہ کو بھی میرے خلاف کر دیا۔ میری اہلیہ بیمار تھی اس کا اپریشن کروانا پڑا۔ محترم امیر صاحب بنگال نے مالی امداد فرمائی جس سے علاج ہو گیا۔ میری اہلیہ میرے ساتھ قادیان آنے پر رضامند نہ ہوئی اور مجھے اپنی بقیہ تعطیلات احمدیہ مشن کلکتہ میں گزارنا پڑیں۔ میرے گھر اور سسرال سے مجھے ایک ہی جواب ملا ہے کہ تم عیسائی ہو چکے ہو اب ہمارا تمہارے ساتھ کوئی تعلق نہیں، اگر قادیانیت سے تائب ہو کر آنا چاہو تو ہمارے دروازے کھلے ہیں ورنہ یہاں آنے کی ضرورت نہیں۔ پہلے میری اہلیہ قادیان آنے پر آمادہ تھی لیکن اب اس نے بھی صاف انکار کر دیا ہے۔

☆ عزیزان حافظ ریحان احمد اور حافظ محمود الحسن صاحب کو مہاراشٹر میں احمدیت کا پیغام ملا اور انہوں نے احمدیت قبول کر لی۔ حافظ ریحان احمد سہارنپور کے رہنے والے ہیں جبکہ محمود الحسن صاحب دہرادون کے متوطن ہیں۔ دونوں ہی جامعۃ المبشرین میں پڑھنے آ گئے۔ جب ان کے والدین کو علم ہوا تو دونوں کے والدین قادیان آ گئے اور بہلا پھسلا کر اپنے ساتھ یہ کہتے ہوئے لے گئے کہ کچھ دن وہاں رہ کر آ جائیں گے۔ لیکن ان دونوں کو گھر لے جانے کے بعد ورغلانے کی کوشش کی۔ لیکن جب انہوں نے احمدیت کو چھوڑنے سے انکار کیا تو انہیں طرح طرح کی بدنی سزائیں بھی دی گئیں اور گھروں میں بند کر دیا گیا۔ دونوں طلباء کچھ دنوں بعد باری باری خاموشی سے بھاگ کر قادیان آ گئے۔ چند دنوں بعد ان کے والدین دوبارہ قادیان آ گئے اور انتظامیہ کو یقین دہانی کرائی کہ ایک بار انہیں گھر جانے دیں ہم انہیں چند دن بعد واپس کر دیں گے۔ لیکن اس بار بھی ان کے والدین نے پہلے کی طرح انہیں گھروں میں روک لیا اور طرح طرح کا دباؤ ڈالا گیا لیکن دونوں طلباء ایک بار پھر بھاگ کر قادیان آ گئے اور تعلیم مکمل کی۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد حافظ ریحان اب بطور معلّم خدمت سرانجام دے رہے ہیں اور ان کے والدین خدا کے فضل سے احمدیت قبول کر چکے ہیں۔ جبکہ حافظ محمود الحسن کو والدین نے غیرمعمولی دباؤ ڈال کر اپنے پاس روک رکھا ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ تم بے شک احمدیت پر قائم رہو لیکن ہمارے پاس رہو۔ چنانچہ موصوف اپنے علاقہ میں بھی اور اپنے والدین کو بھی دعوت الی اللہ کر رہے ہیں۔

☆ عزیزم پیار دین آف ہماچل پہلے ڈرائیور تھے۔ قبول احمدیت کے بعد وہ فیملی کے ہمراہ قادیان آ گئے اور خود جامعۃ المبشرین میں داخل ہو گئے۔ ان کے والدین کو علم ہوا تو وہ اور ساس سسر قادیان آئے اور ان کو واپس لے جانے کے لئے کافی دباؤ ڈالا لیکن انہوں نے مستقل مزاجی دکھائی بالآخر والدین اپنی بہو کو زبردستی ساتھ لے گئے کہ اس حربہ سے ان کا لڑکا گھر آ جائے گا۔ لیکن جب یہ واپس نہ گئے تو والدین نے لکھا کہ آ کر اپنی فیملی ساتھ لے جاؤ۔ جب یہ گھر پہنچے تو ان کو زبردستی وہاں روک لیا گیا اور کئی قسم کا دباؤ ڈالا گیا۔ ایک روز یہ پنی اہلیہ کو ساتھ لے کر سسرال آئے۔ وہاں جا کر اپنی اہلیہ کو قادیان چلنے پر آمادہ کرتے رہے لیکن وہ اپنے والدین کے دباؤ کی وجہ سے رضامند نہ ہوئیں۔ اس پر آپ اکیلے ہی قادیان آ گئے۔ خدا کے فضل سے بعد میں ان کی اہلیہ کو بھی احساس ہوا کہ اس نے اپنے میاں کا ساتھ نہ دے کر اچھا نہیں کیا۔ ایک دن موقعہ پا کر وہ بھی خاموشی سے گھر سے نکل کر قادیان آ گئی اور اب قادیان میں اپنے شوہر کے ساتھ مقیم ہے۔

## گیمبیا کے دو مخلص احمدیوں کی وفات

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 30 مارچ 2005ء میں گیمبیا کے دو بزرگ احمدیوں کی افسوسناک وفات کی اطلاع شائع ہوئی ہے۔

۱۔ مکرم محمد Janneh کومبولا مین صاحب جماعت گیمبیا کے پرانے احمدیوں میں سے تھے۔ انہوں نے 1960ء میں بیعت کی سعادت حاصل کی تھی۔ آپ 81 سال کی عمر میں 13/فروری 2005ء کو گیمبیا میں وفات پا گئے۔ آپ کی بیعت کے بارہ میں یہ ذکر خاص طور پر کیا جاتا ہے کہ محترم چوہدری محمد شریف صاحب مربی سلسلہ گیمبیا کو وہاں پہنچنے کے بعد خواب دکھایا گیا کہ جم غفیر بیعت کرنے کے لئے میری طرف آ رہا ہے۔ جب آپ بیدار ہوئے تو دیکھا کہ باہر دروازہ پر مکرم محمد Janneh صاحب بیعت کرنے کے لئے انتظار کر رہے ہیں اور اس کے بعد کثرت سے گیمبیا میں بیعتیں ہونی شروع ہو گئیں۔ مرحوم محمد Janneh صاحب نہایت سادہ مزاج، عاجز، دعاگو اور بڑے سنجیدہ تھے۔ جماعتی کاموں میں پیش پیش رہتے۔ آپ 1970ء سے موصی تھے اور گیمبیا کے موصیوں میں سے تیسرے نمبر پر تھے۔ آپ مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے حتیٰ کہ مرغی کے انڈے بھی قربانی میں پیش کر دیتے۔ بڑے مخلص داعی الی اللہ تھے۔ دو تین دوستوں کے ساتھ اکثر ہر اتوار کو دعوت الی اللہ کے لئے جاتے تھے۔ آپ نے اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور چار بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔

۲۔ دوسرے بزرگ احمدی مکرم الحاج مالک Ndoye صاحب ہیں۔ آپ بھی پرانے احمدیوں میں سے ہیں۔ آپ نے بھی 1960/61ء میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔ آپ بقضائے الٰہی 3 جنوری 2005ء کو گیمبیا میں 83 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ نے احمدیت کے لئے بڑے استقلال کے ساتھ مشکلات کو برداشت کیا اور احمدیت کو مضبوط کرنے میں پورا حق ادا کیا۔ آپ جماعت سے بہت محبت کرنے والے بہت فراخ دل اور قربانی کرنے والے تھے۔ آپ نے اپنے پیچھے تین بیٹے اور سات بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان دونوں بھائیوں کی روح کو غریق رحمت فرمائے اور ان کے بچوں کا ہر طرح سے حافظ و ناصر رہے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۱۲/اگست ۲۰۰۵ء میں شامل اشاعت مکرم عبیداللہ علیم صاحب کی ایک غزل سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

یہ اور بات کہ اِس عہد کی نظر میں ہوں
ابھی مَیں کیا کہ ابھی منزلِ سفر میں ہوں
جو چاہے سجدہ گزارے جو چاہے ٹھکرادے
پڑا ہوا مَیں زمانے کی راہ گزر میں ہوں
بچھڑ گئی ہے وہ خوشبو اُجڑ گیا ہے وہ رنگ
بس اب تو خواب سا کچھ اپنی چشمِ تر میں ہوں
قصیدہ خواں نہیں لوگو کہ عیش کر جاتا
دعا کہ تنگ بہت شاہ کے نگر میں ہوں

# Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 13 Friday March 17, 2006 Issue No. 11


## حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تاریخی دورۂ بھارت کی مختصر جھلکیاں

جلسہ سالانہ کے کارکنان کی دعوت، جامعہ احمدیہ اور جامعۃ المبشرین کے طلباء کے ساتھ میٹنگ، جامعہ احمدیہ کی صدسالہ تقریبات میں شرکت۔

**ہر واقف زندگی کو سوچنا چاہئے کہ کیا میں وقف کے معیار حاصل کر رہا ہوں اور کیا اس معیار کو حاصل کرنے کے لئے میرے قدم آگے بڑھ رہے ہیں جس معیار کو حاصل کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جامعہ کا قیام فرمایا تھا۔**

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے آبائی قبرستان کا وزٹ، فیملی و انفرادی ملاقاتیں، نور ہسپتال کی نئی عمارت کا افتتاح، احاطہ بہشتی مقبرہ میں مختلف گھروں کا وزٹ، تقریب رخصتانہ میں شرکت۔

## (قادیان دارالامان میں قیام کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

### 12/جنوری 2006ء بروز جمعرات:

صبح چھ بج کر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد اقصیٰ'' تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز فجر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔ صبح حضور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتر امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔ سوا ایک بجے حضور انور نے مسجد مبارک تشریف لاکر ظہر و عصر کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔

### تقریب رخصتانہ

نمازوں کی ادائیگی کے بعد مسجد مبارک ہی میں عزیزم حافظ اکبر صاحب مدرّس جامعۃ المبشرین کی تقریب رخصتانہ ہوئی۔ تلاوت اور نظم کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے دعا کروائی۔

### جلسہ سالانہ کے کارکنان کی دعوت

آج دوپہر پروگرام کے مطابق جلسہ سالانہ کے کارکنان اور ڈیوٹیاں دینے والے احباب کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوپہر کے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ازراہ شفقت اس میں شمولیت کے لئے تشریف لے گئے۔ آخر پر حضور انور نے دعا کروائی۔ حضور کچھ وقت کے لئے مستورات کی طرف بھی تشریف لے گئے۔

### بہشتی مقبرہ میں دعا

دعوت سے فارغ ہونے کے بعد حضور انور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر دعا کے لئے بہشتی مقبرہ تشریف لے گئے۔

### مختلف گھروں کا وزٹ

دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احاطہ بہشتی مقبرہ میں موجود درج ذیل گھروں کا وزٹ فرمایا۔

1۔ عطاء الرحمٰن صاحب استاذ جامعہ احمدیہ 2۔فیض احمد صاحب باورچی 3۔ نعیم احمد صاحب کارکن احمدیہ پریس 4۔سلیم احمد صاحب معلّم وقف جدید۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز محلّہ ناصر آباد کے درج ذیل گھروں میں تشریف لے گئے۔

1۔ منظور احمد صاحب چیمہ درویش 2۔ظہور احمد صاحب گجراتی مرحوم درویش 3۔منصور احمد صاحب گجراتی 4۔مظفر احمد فضل صاحب 5۔ عبدالقادر اعوان صاحب درویش 6۔نذیر احمد صاحب پونچھی 7۔نذیر احمد صاحب ننگلی درویش مرحوم 8۔ بدرالدین صاحب مہتاب مینجر فضل عمر پریس 9۔حافظ الہ دین صاحب درویش مرحوم 10۔حافظ عبدالرحمٰن صاحب فانی درویش مرحوم 11۔سید نصیر الدین صاحب 12۔عبداللطیف صاحب ملکانہ مرحوم 13۔عزیز احمد صاحب درویش مرحوم 14۔ چراغ دین صاحب مرحوم 15۔مظاہر حسین صاحب 16۔بشارت احمد صاحب ابن نذیر احمد صاحب درویش مرحوم 17۔مظفر احمد صاحب ابن اسماعیل ننگلی صاحب درویش مرحوم 18۔نذیر احمد صاحب ٹیلر درویش 19۔نصیر احمد صاحب یحيٰی 20۔نسیم احمد صاحب درویش مرحوم 21۔رشید احمد صاحب ملکانہ 22۔غلام ربّانی صاحب درویش مرحوم 23۔نعمت اللہ صاحب 24۔ماسٹر حمید صاحب ابن محمد عبداللہ صاحب درویش مرحوم 25۔صوفی غلام محمد صاحب درویش مرحوم 26۔ سید پرویز افضل صاحب 27۔منیر احمد صاحب مالاباری ابن فخرالدین صاحب مالاباری مرحوم درویش 28۔محبوب الحق صاحب (آف سویٹزرلینڈ)۔محبوب الحق صاحب سویٹزرلینڈ کے باشندے ہیں اور مخلص احمدی ہیں۔ اپنے بچوں کی تربیت کی خاطر قادیان میں گھر بنایا ہے۔ حضور انور ازراہ شفقت ان کے گھر کا اور صحن (لان) کا معائنہ بھی فرمایا۔

29۔ماسٹر یعقوب صاحب 30۔ظہور احمد صاحب رفیقی 31۔ ہدایت اللہ صاحب استاذ جامعۃ المبشرین 32۔ ڈاکٹر عبدالرشید بدر صاحب 33۔ عبدالغنی صاحب 34۔ نوردین صاحب ابن چوہدری عبدالحق صاحب درویش مرحوم۔

آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجموعی طور پر محلّہ ناصر آباد کے 38 گھروں میں تشریف لے گئے اور کچھ وقت کے لئے قیام فرمایا۔ بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔ اور اہل خانہ نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔ آج کا دن اہالیان ناصر آباد کے لئے مسرت و شادمانی کا دن تھا۔ سبھی اپنی اس خوش نصیبی پر اور اپنے گھروں میں حضور انور کے مبارک قدم پڑنے پر بے حد خوش تھی اور اس سعادت پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے تھے۔

اس وزٹ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پونے پانچ بجے اپنی رہائشگاہ دارالمسیح تشریف لے آئے۔

### فیملی وانفرادی ملاقاتیں

پانچ بجے حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور ملاقاتیں شروع ہوئیں جو شام چھ بج کر چالیس منٹ تک جاری رہیں۔ آج ہندوستان کے صوبہ پنجاب، ہماچل، ہریانہ، یوپی، راجستھان، جموں و کشمیر، صوبہ بہار، بنگال، آسام اور سکّم کی 24 جماعتوں سے آنے والے 46 خاندانوں کے 288 افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف ملاقات حاصل کیا اور تصاویر بھی بنوائیں۔

### جامعہ احمدیہ اور جامعۃ المبشرین کے طلباء کے ساتھ میٹنگ اور جامعہ احمدیہ کی صدسالہ تقریبات میں شرکت

ملاقاتوں کے بعد پونے سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد اقصیٰ تشریف لے گئے جہاں جامعہ احمدیہ اور جامعۃ المبشرین کے طلباء کی حضور انور کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد تین طلباء نے مل کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ ''یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰهِ وَالْعِرْفَانِ'' کے منتخب اشعار ترنم کے ساتھ پڑھے۔

اس کے بعد پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ قادیان مکرم منیر احمد خادم صاحب نے اساتذہ و طلباء جامعہ احمدیہ و جامعۃ المبشرین قادیان کی طرف سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا۔ پرنسپل صاحب نے سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے کہا:

''ماموز زمانہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ قائم اس تاریخی اور تاریخ ساز درسگاہ جامعہ احمدیہ کے لئے آج کا دن انتہائی خوشی اور مسرت کا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس مقدس درسگاہ کو ایک ایسی تاریخی سعادت نصیب ہوئی ہے جو جامعہ احمدیہ کی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔

ہمارے محبوب امام سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جامعہ کی صدسالہ افتتاحی تقریب میں تشریف آوری ہمارے لئے موجب صد ہزار برکات ہے۔

اس تاریخ ساز موقع پر ہم خوشی اور مسرت کے جذبات سے سرشار ہوکر اللہ تعالیٰ کے اس عظیم احسان پر سجدات شکر بجا لاتے ہوئے دل کی گہرائیوں سے حضور انور کی خدمت میں خوش آمدید اور ''اَھْلًا وَّسَھْلًا وَّمَرْحَبًا'' پیش کرتے ہیں۔ اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ حضور انور کی آمد مبارک کو جامعہ احمدیہ کے لئے غیر معمولی افضال و برکات الٰہیہ کا پیش خیمہ بنادے۔ اور جامعہ احمدیہ قادیان کو حضور انور کی ولولہ انگیز رہنمائی میں آئندہ بھی ایسے جلیل القدر علماء ربّانی کی افواج تیار کرنے میں کامیابی حاصل ہو جو دنیا میں عظیم روحانی انقلابات کے علمبردار ہوں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقاصد کی تکمیل میں تشنہ روحوں کو شربت وصل بقاء سے سیراب کرنے والے ہوں اور اسلام احمدیت کے عالمگیر غلبہ کی روحانی مہم میں حصہ لینے والے ہوں۔

مدرسہ احمدیہ کا قیام اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جنوری 1906ء میں فرمایا۔ 11/اکتوبر 1905ء کو حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ کی وفات اور دسمبر 1905 کو حضرت مولانا برہان الدین صاحب جہلمی رضی اللہ عنہ کی وفات پر یہ تجویز پیش کی گئی کہ جماعت میں علماء پیدا کرنے اور ان بزرگ علماء کے قائم مقام پیدا کرنے کے لئے ایک الگ درسگاہ قائم کی جائے۔

چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے 16/دسمبر 1905ء کو اس سلسلہ میں بہت درد و الحاح کے ساتھ دعا کی اور اس پر غور و فکر کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ مدرسہ تعلیم الاسلام میں علماء و مبلغین تیار کرنے کے لئے ایک الگ شاخ دینیات جاری کردی جائے۔ درصل یہی اس مدرسہ کا سنگ بنیاد تھا جو آخر جنوری 1906ء میں رکھا گیا۔

ہماری یہ عظیم خوش قسمتی ہے کہ اس وقت ہم سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم فرمودہ اس دینی درسگاہ میں قدرت ثانیہ کے مظہر خامس اپنے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ اس مدرسہ کی صدسالہ جوبلی کی افتتاح تقریب منعقد کرکے اپنے پیارے آقا کی خدمت میں یہ سپاسنامہ پیش کررہے ہیں۔ الحمدللہ علی ذالک۔

اس موقع پر ہم سب اساتذہ و طلباء حضور انور کی

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں